وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

وفاق المدارس

ملتان

جلد نمبر: ۲۲ شمارہ نمبر: ۹ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ مارچ ۲۰۲۵ء

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرا اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

امتحانی پرچوں کی چیکنگ اور احتیاط وانصاف کے تقاضے	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	۳
وفاق المدارس محض تعلیمی بورڈ نہیں!	مولانا محمد ازہر	۱۰
ماہ رمضان کی برکات!	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ	۱۳
تدبّرِ قرآن-اہمیت وفوائد	مولانا محمد یاسر عبداللہ	۱۹
فسادامت اور احیائے سنت	مولانا محمد فہیم الدین بجنوری	۲۴
امام مرغینانی کی کتاب ہدایہ کا تعارف	مفتی محمد طارق محمود	۲۶
مولانا عبدالستار رحمہ اللہ: ایک شجر سایہ دار	ابوالاحتشام مولانا سراج الحق	۴۱
وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور عصری امتحانی بورڈز کا تقابل	جناب عظمت علی رحمانی	۴۵
شرمناک امتحان اور مثالی امتحان	پروفیسر غلام دستگیر صابر	۴۷
تفتیش الاوراق (جانچ پڑتال)	مولانا عبدالرزاق زاہد	۵۰
وفاق المدارس العربیہ کے تحت سالانہ امتحانات کا انعقاد	احمد سراج نقشبندی	۵۳

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر-سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر-ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 540 روپے

صدائے وفاق

امتحانی پرچوں کی چیکنگ اور احتیاط وانصاف کے تقاضے

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی جانب سے سالانہ امتحانات کے انعقاد کے بعد ملک کے چاروں صوبوں میں امتحانی پرچوں کی جانچ اور نمبر لگانے کا عمل جاری رہتا ہے۔ چونکہ یہ کام نہایت مہارت، مستعدی، اہلیت، اور امانت و دیانت سے تعلق رکھتا ہے؛ اس لیے وفاق المدارس کی جانب سے وقتاً فوقتاً تدریبی و تربیتی نشستوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ میں اس مرتبہ پرچوں کی جانچ کا مرکز دارالعلوم کراچی ہے۔ اس موقع پر صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان؛ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے پرچے چیک کرنے کے لیے تشریف لائے علماء کرام سے اس عمل کی اہمیت، اور ذمہ داریوں کے حوالے سے بصیرت افروز بیان فرمایا، جو چاروں صوبوں کے مراکز میں سنایا گیا۔ حضرت صدرِ وفاق مدظلہم کا یہ بیان ہدیہء قارئین ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ برکاتہ!

سب سے پہلے تو اللہ جل جلالہ کا شکر ہم پر واجب ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں وفاق المدارس العربیہ کے سائے میں اپنے دین اور اس کے علوم کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اتنا بڑا کرم ہے کہ ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ آج کی دنیا میں جبکہ مادی خواہشات، مادی ترقیات کو انسان نے اپنا مقصد بنا رکھا ہے۔ الحمدللہ دینی مدارس کے حضرات نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کے فروغ کے لیے، اس کے علوم کے تحفظ کے لیے اور اس کے درس و تدریس کے لیے وقف کی ہوئی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہم ادا نہیں کر سکتے۔

وفاق المدارس ایک متحدہ قوت ہے:

خاص طور پر اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وفاق المدارس العربیہ کے ذریعے اس طرح ایک لڑی میں پرو دیا ہے کہ ہم سب بفضل اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ایک چھت کے نیچے اتحاد کے ساتھ وفاق کے سائے میں اپنی اپنی خدمات

انجام دے رہے ہیں، اور الحمد للہ پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ، کوئی الحمد للہ آپس میں کسی اختلاف، کسی شقاق، کسی منافقت اور کسی نزاع کا الحمد للہ کوئی سایہ بھی نہیں پڑا، جبکہ اس دور میں جماعتیں تقسیم ہو رہی ہیں، گروہ تقسیم ہو رہے ہیں، الحمد للہ؛ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ کے ذریعے ہم سب کو ایک پرچم تلے جمع کر کے رکھا ہے۔

خوشگوار ماحول میں امتحانات کا انعقاد:

اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں گلگت بلتستان سے لے کر کراچی اور گوادر اور پسنی تک اس طرح ایک دن میں امتحان منعقد کرنے کی توفیق بخشی کہ سارے شہروں میں بیک وقت امتحان شروع ہوا، اور بیک وقت ختم ہوا۔ الحمد للہ یہ سارا نظام ہمارے ناظمین، ہمارے مسؤلین کے ذریعے حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے پایا اور الحمد للہ بحیثیت مجموعی خوشگوار ماحول میں انجام دے پایا۔ اِکا دُکا واقعات اتنے بڑے نظام میں ہوجاتے ہیں ان کی تحقیق اور تفتیش بھی جاری ہے؛ اور اس کا بہتر حل اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائیں گے، ان شاء اللہ! لیکن بحیثیت مجموعی بڑی پرامن فضا میں یہاں تک کہ ان علاقوں میں جہاں بدامنی پھیلی ہوئی ہے، وزیرستان میں اور کرم میں اور پارا چنار وغیرہ کے علاقوں میں وہاں پر جہاں بدامنی ہے وہاں پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن وخوبی کے ساتھ امتحانات منعقد کرادیے اور جو رکاوٹیں تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دُور فرمایا۔

پرچوں کی جانچ کا نازک عمل:

وفاق کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام مدارس کے امتحانات ایک ہی نظام کے تحت ہوں اور پھر پرچوں کی جانچ پڑتال اور پرچوں کے اوپر کامیابی وناکامی کا فیصلہ کرنا یا درجاتِ کامیابی متعین کرنا یہ سب ایک معیار سے اور ایک نظام کے تحت ہو۔ پہلے ایسا ہوتا رہا ہے کہ سارے پرچے ایک ہی شہر جامعہ خیر المدارس میں اور جامعہ قاسم العلوم میں چیک کیے جاتے تھے اور وہیں جانچ پڑتال ہوتی تھی، لیکن ماشاء اللہ اب وفاق کا کام بڑھتا جارہا ہے، ہر سال طلبہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جہاں طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے تو ممتحنین بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے اس مرتبہ یہ طے کیا گیا کہ چاروں صوبوں میں الگ الگ پرچوں کی جانچ کی جائے۔ تو الحمد للہ آج آپ حضرات یہاں کراچی میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور دار العلوم کراچی میں طے ہوا تھا کہ یہاں پر سب حضرات جمع ہو کر اکھٹے پرچوں کی جانچ پڑتال کریں گے۔ میں آپ سب حضرات کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ اپنے اپنے مقامات سے دُور دَراز سے یہاں پر آ کر ایک مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں تو یہاں پر آپ کے سامنے پرچے آئیں گے؛ وہ پرچے جو طلبہ نے حل کیے ہوئے ہیں، اور آپ حضرات اس کی جانچ پڑتال کریں گے اور اس کے

اوپر نمبر لگائیں گے کہ کون سا طالب علم کن نمبروں کا مستحق ہے۔

پرچوں کی جانچ ؛ایک عظیم عمل:

یہ ایک ایسا عظم کام آپ کے سپرد ہے، جس کا بہت ہی گہرا اثر لاکھوں طلبہ کی زندگیوں پر پڑنے والا ہے۔یعنی اس وقت الحمدللہ طلبہ وطالبات نے جو امتحان دیا ہے، وہ طلبہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں ؛اور ہر طالب علم چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پرچے اچھے ہوں، بہت سوں نے اچھی طرح محنت کی ہوئی ہوتی ہے اور وقت گزارا ہوتا ہے اور پھر اس امتحان پر ان کے مستقبل کا دارومدار ہوتا ہے۔اس امتحان کے اندر اگر کامیاب ہوتے ہیں تو یا تو اگلے درجے میں ترقی پاتے ہیں اور اگر امتحان میں کامیاب نہیں ہوتے تو ان کو ترقی نہیں ملتی۔

احتیاط اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا:

اور درجے کا بھی فرق پڑ جاتا ہے کہ کسی کو ممتاز درجے میں کامیابی حاصل ہو تو اس کو ظاہر ہے کہ زیادہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کسی کو ادنیٰ درجے میں کامیابی ہو تو وہ اپنے اوپر ایک حسرت محسوس کرتا ہے کہ میں ادنیٰ درجے میں کامیاب ہوا۔اور اگر کوئی بالکل ہی ناکام ہو گیا تو ظاہر ہے اس کی حسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔لہٰذا ایک بہت بڑی عظیم ذمہ داری آپ حضرات کے سروں پر آئی ہے۔پرچوں کو پورے اطمینان کے ساتھ اور پورے انصاف کے ساتھ دھیان سے نتیجہ لکھنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف عطا فرمایا ہے کہ آپ کے قلم سے لکھے ہوئے نمبر لاکھوں طلبہ و طالبات کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے اور آپ کے لگائے ہوئے نمبروں پر ان کی آئندہ زندگی کا دارومدار ہوگا۔اب اگر اس طرح نمبر بے پروائی کے ساتھ لگائے گے کہ ایک آدمی مستحق تو تھا اعلیٰ ترین نمبروں کا، ممتاز نمبروں کا، اور آپ نے اس کو نمبر کم دے دیے تو اس کے نتیجے میں اس کا جو تعلیمی مستقبل ہے اس کے اوپر ایک بہت بڑا حرف آجائے گا، اس کے برعکس اگر ایک طالب علم اتنا کمزور ہے کہ اس کو اس درجے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی اور آپ نے اس کو پاس کردیا آپ نے اس کو کامیاب قرار دے دیا یا اس کو اچھے نمبر دے دیے تو یہ ایک نااہل کو قوم پر مسلط کرنے کی ذمہ داری ہو جائے گی اور نااہل کو قوم پر مسلط کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔لہٰذا بہت عظیم ذمہ داری اور بہت نازک ذمہ داری اور بہت ہی زیادہ دِقتِ نظر کے ساتھ اس کام کو انجام دینا ہے، اور جہاں ذمہ داری عظیم ہے اور آپ حضرات کے اوپر ایک بہت بڑا بوجھ پڑا ہے وہاں ان شاء اللہ اس کا اجر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے۔آپ جب انصاف کے ساتھ فیصلے کریں گے اور اپنا وقت اس کام پر لگائیں گے کہ ہر ایک طالب علم اور ہر طالبہ کو انصاف کے مطابق اس کو نمبر دیے جائیں تو یہ عمل خالص اللہ تعالی کی رضا کے لیے کریں۔

ہر کام میں حصول رضاء الٰہی کی نیت کرنا:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے وفاق کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے صدر سے لے کر جتنے عہدے دار ہیں؛ صدر سے لے کر ناظم، ناظم صوبہ جات، مسؤلین الیٰ آخرہ؛ وہ سب جز وقتی ہیں اور سب بغیر کسی تنخواہ کے کام کرتے ہیں، بغیر کسی معاوضہ کے کام کرتے ہیں؛ الحمدللہ!۔ آپ حضرات بھی جو یہاں پر تشریف لائے ہیں تو آپ کی خدمت میں جو کچھ نذرانہ پیش کیا جائے گا وہ کوئی بہت زیادہ نہیں ہے معمولی قسم کا ہے لیکن آپ اصل میں تو اس غرض سے آئے ہیں کہ اس نظام کو تقویت ملے، آپ آئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اس نظام کو چلانے کے لیے، اس کو کامیاب بنانے کے لیے، اس کو دوسروں کے لیے مثال بنانے کے لیے آپ حضرات تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا ان شاء اللہ! آپ کی اس محنت پر اجر بھی بہت عظیم ہے۔ اس ذمہ داری میں اللہ بچائے اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوگئی تو کوتاہی بھی بڑی خطرناک ہے اور اس کوتاہی سے بھی اللہ تعالیٰ کی ہم پناہ مانگتے ہیں۔

یہ کام عبادت بھی ہے، صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر کام کا آغاز کریں:

تو میں آپ حضرات کا سب سے پہلے خیر مقدم کرتا ہوں، خوش آمدید کہتا ہوں کہ آپ اپنی اپنی جگہوں کو چھوڑ کر یہاں پر عظیم مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں، اس کے لیے آپ کو مبارک باد بھی دیتا ہوں اور خوش آمدید بھی کہتا ہوں اور یہ التجا بھی کرتا ہوں کہ آپ یہ سمجھیں کہ یہ سارا کام جو آپ کر رہے ہیں یہ عبادت کا کام ہے ان شاء اللہ!۔ کیونکہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اصل مقصود اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے، اصل مقصود مدارس کے انتظام کو تقویت دینا ہے؛ اور تقویت دے کر لوگوں کے لیے اس کو ایک مثال بنانا ہے، یہ مقصود ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے۔ اس کے لیے آپ حضرات جمع ہوئے ہیں تو یہ بہت ہی قابل تعریف عمل اور قابل فخر بات ہے۔ اور اسی نیت سے انجام دیں۔

دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر کام کا آغاز کریں:

اس کے بارے میں آپ حضرات سے ایک عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ آج سے وہ کام آپ کا شروع ہوجائے گا، ممتحنین اعلیٰ کا اجلاس آج صبح ہو چکا ہے، اور کچھ کام تقسیم بھی کر دیے گئے ہیں تو ان شاء اللہ آپ کا یہ کام آج سے شروع ہوگا۔ تو آپ یہ کام دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر شروع کریں۔ ہر شخص دو رکعت نماز حاجت پڑھے۔ اور اللہ سے یہ دعا کرے کہ یا اللہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہمارے اوپر آ گئی ہے، ہم اس ذمہ داری کو اٹھانے کے اہل نہیں ہیں لیکن آپ اپنے فضل و کرم سے ہمارے اندر اس کی اہلیت بھی پیدا فرما دیجیے اور خالص اپنی رضا کے

حصول کی نیت سے اور انصاف کے نقطہ نظر سے یہ کام انجام دینے کی توفیق نصیب فرمائیے۔

یہ نماز حاجت پڑھ لینا یہ رجوع الی اللہ، ہر کام کے لیے شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لینا اور اس کے لیے سب سے بہتر طریقہ نماز حاجت پڑھ لینے کا ہے؛ یہ دلیل ہے کامیابی کی۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگا جاتا ہے تو بڑے سے بڑا کام آسان ہوجاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے رجوع کیا جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مشکل سے مشکل کام کو آسان فرما دیتے ہیں۔

لہٰذا یہ ایک گزارش ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ! مجھے یہ کام اپنی رضائے کامل کے مطابق انجام دینے کی توفیق عطا فرما دیجیے۔ اور روزانہ جب کام کے لیے بیٹھیں تو بیٹھنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیجیے۔ چاہے دل ہی دل میں کر لیں کہ یا اللہ یہ پرچے میرے سامنے ہیں اپنے فضل سے اس کے بارے میں مجھے نمبر لگانے میں مجھے ہدایت فرمائیے اور رہنمائی فرمائیے اس کے مطابق مجھے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھنا:

بہتر ہوگا کہ سورہ الم نشرح اپنے اوپر پڑھ کر دم کر لیں، جب کام کرنا شروع کریں تو پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، الم نشرح لک صدرک؛ یہ سورت پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں اور رب الشرح لی صدری ویسر لی امری یہ بھی پڑھ لیں تو جو کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے یا اللہ میرے تو بس کا نہیں ہے، میں اس کا پوری طرح اہل نہیں، میرے پاس اس کی طاقت نہیں یا اللہ کام بنانے والے تو آپ ہیں، دل میں صحیح بات ڈالنے والے تو آپ ہیں آپ ہی میری نصرت فرمائیے: **اَللّٰھم اَلھِمْنِیْ رُشدی** یا اللہ! میرے دل میں الہام فرمائیے، القا فرمائیے وہ بات جو آپ کی رضا کے مطابق ہو اور صحیح ہو۔ تو جتنا رجوع الی اللہ کے ساتھ یہ کام ہوگا اور جتنا اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگ کر ہوگا اتنا ہی ان شاء اللہ پختہ بھی ہوگا اور صحیح بھی ہوگا اور باعثِ اجر بھی ہوگا؛ ان شاء اللہ تعالیٰ!۔

بس انہی چند گزارشات کے ساتھ، اصل کام تو آپ نے ہی کرنا ہے اور آپ ہی کے اوپر وفاق نے اعتماد کیا ہے۔ اور یہ اعتماد بھی ایک بڑی بات ہے کہ وفاق جیسا ادارہ کسی شخص پر اعتماد کرے کہ ان شاء اللہ یہ ہمارے نظم کے مطابق اور ہمارے طے کیے ہوئے معیارات کے مطابق یہ اپنے فرائض ادا کرے گا، تو یہ اعتماد بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے؛ اور اس کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس کا پاس رکھتے ہوئے یہ کام شروع کریں، ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی اور آپ حضرات سے یہ عظیم کارنامہ انجام پائے گا۔

ہمارے جتنے بھی سرکاری نظام تعلیم ہیں ان کا حال اگر دیکھا جائے تو الحمدللہ یہ بے سر و سامان جو ادارے جس طرح کام کر رہے ہیں اور وفاق المدارس کا امتحان جس طرح ہو رہا ہے اور جس طرح ان کے نتائج تیار کیے جا رہے ہیں جس طرح اس کی اشاعت ہو رہی ہے، یہ نادر مثال ہے۔

دفتر وفاق ملتان میں کام کی صورت حال:

ابھی کل پرسوں میں میں ملتان میں تھا تو وہاں پر جو ڈھیر لگے ہوئے تھے پرچوں کے، اور اس میں جتنا بھی کام کرنا پڑتا ہے ان پرچوں کو نمٹانے کا، پرچوں کے اوپر اصل نمبر جو لکھا ہوتا ہے، اور ممتحن کے پاس بھیجنے کے لیے نیا نمبر ڈالا جاتا ہے؛ نہایت باریکی کا اور مستعدی کا کام ہے۔ میں اس وقت جب ملتان گیا تو صرف بنات خاصہ کے پرچے نمبر بدلنے آئے ہوئے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اٹھاون ہزار پرچے تھے صرف بنات خاصہ کے۔ اور بنین (خاصہ) کے پچیس ہزار تھے۔ ۔ ان کا آپ اندازہ لگائیں کہ اٹھاون ہزار اور پچیس ہزار ملائیں تو پچھتر ہزار کے قریب بنتے ہیں۔ ہر پرچے کے اوپر نمبر پڑا ہوا ہے، اس نمبر کو بدلنا ہے، دوسرے نمبر پر ڈالنا ہے، اس کا ریکارڈ اپنے پاس رکھنا ہے، ریکارڈ اپنے پاس رکھ کر پھر جب نتائج کا اعلان ہوگا تو اس نمبر کو پھر دوبارہ دیکھا جائے گا کہ اس کا اصل نمبر کیا تھا؟ اور اس کے مطابق نتائج کا اعلان کیا جائے گا۔ اور وہاں دفتر کا عملہ فرش کے اوپر بیٹھ کر کام کر رہا ہے، کمپیوٹر میں اس کی فیڈنگ کی جا رہی ہے، ایک مجمع ہے لیکن وہ مجمع کتنا ہے؟ وہ مشکل سے تیس پینتیس آدمی ہوں گے وہ یہ کام انجام دے رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟۔ کوئی آکر دیکھے تو وہاں کس طرح یہ لوگ کام کر رہے ہیں؟۔ تو آپ حضرات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کام کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں اور ان شاء اللہ؛ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید ہے اور میں دعا بھی کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو توفیق کامل عطا فرمائے، صحیح فیصلے آپ کے قلم سے نکلوائے اور ہمارے لیے اور وفاق کے لیے ایک فخر کا ذریعہ ان حضرات کو بنائے۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور اللہ کے نام پر کام شروع کریں اور اس میں آپ کو جو کچھ یہاں پر انتظامات ہیں وہ کیے گئے ہیں، آپ حضرات کو کوئی زحمت ہو، کوئی تکلیف ہو، کوئی مسئلہ ہو تو بلا تکلف آپ دارالعلوم کے منتظمین سے اور وفاق کے منتظمین سے رابطہ کر سکتے ہیں اور اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور مل کر دعا کر لیں۔

اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید!

یا اللہ، یا رحمن، یا کریم! ایک بہت بڑی ذمہ داری ہمارے سروں پر آئی ہے، یا اللہ اس ذمہ داری کو

بطریق احسن اپنی خاص رضائے کامل کے ساتھ اس کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ نفس وشیطان کے مکائد سے حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ! خالص اپنی رضا کے لیے انصاف کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! ہم سب کو مل جل کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ یکجہتی کے ساتھ ضوابط کی پابندی کے ساتھ۔

یا اللہ! ہمیں یہ خدمات انجام دینے کی ہمیں توفیق عطا فرمائیے۔ یا اللہ ہماری کسی غلطی سے کسی طالب علم کا حق پامال نہ ہو۔

یا اللہ! ہم سب کے ساتھ انصاف کریں سب کے ساتھ ہمارا معاملہ انصاف کا ہو۔

یا اللہ! ہر طرح کے دوسرے خیالات سے ہمارے دلوں کو پاک کر دیجیے، خالص اپنی رضا کے لیے کام انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ہر طرح کے شر سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم! قدم قدم پر ہماری دستگیری فرمائیے۔ آپ کی توفیق کے بغیر یا اللہ ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے اور خاص توفیق سے نواز دیجیے، خاص توفیق سے نواز دیجیے۔ اور ہر طرح کے شر سے ہماری حفاظت فرمائیے۔ یا اللہ ہمارے تمام جائز مقاصد اپنے فضل و کرم سے پورے فرما دیجیے۔ آمین یا رب العالمین۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمام قوموں میں سب سے زیادہ کامیاب، سب سے زیادہ خوش قسمت اور سب سے زیادہ قابلِ رشک، وہ قوم سمجھی جاتی ہے، جس کے ہاتھوں میں دوسری قوموں کی سلطنت کی باگ ہو۔ لیکن کیا تاریخ کے اوراق نے اس حقیقت کو آپ پر منکشف نہیں کیا کہ یہ کامیابی، یہ خوش قسمتی اور یہ قابلِ رشک ہونے کی صلاحیت، اس کو کتنی محنت، کتنی جفاکشی اور کتنی پے در پے جسمانی تکلیفوں اور اذیتوں کی برداشت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ محمود نے سترہ حملوں میں پنجاب پر قبضہ پایا، شہاب الدین غوری نے ایک شکست کے بعد پورے سال بھر، اپنے شکست کے وقت کے پہنے ہوئے کپڑوں کو تبدیل نہیں کیا، بابر نے کامل پندرہ برس پہاڑوں سے سر ٹکرایا۔ میں نے ان فقروں کو ہمیشہ کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ بدر و حنین کی سختیوں کو جھیلے بغیر، قیصر و کسریٰ کے تختِ سلطنت کی خواہش، حماقت ہے۔ جس کو لال قلعے میں شاہجہاں کے تختِ طاؤس پر جلوس کی ہوس ہو، اس کو پہلے بابر کی طرح خشک پہاڑوں میں سر مارنا چاہیے، کوہ کنی کے بغیر جوئے شیر کا خواب دیکھنا، دیوانگی ہے۔

(مسلمانوں کی آئندہ تعلیم/صفحہ: ۴۰/۔ انتخاب طارق علی عباسی)

مقالات ومضامین

وفاق المدارس محض تعلیمی بورڈ نہیں!

مولانا محمد ازہر
مدیر ماہنامہ الخیر، ملتان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان محض ایک تعلیمی بورڈ نہیں بلکہ یہ قرآن وسنت اور علوم شریعت کی حفاظت، ان کی تعلیم وتدریس، انہیں اگلی نسل تک صحیح وسالم پہنچانے اور فضلائے علوم دینیہ اور عامۃ المسلمین کی زندگیوں کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کے ایک محاذ کا نام ہے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کے ساتھ معاشرے میں ایسے افراد تیار کرنا جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کا نمونہ ہوں، اس کا بنیادی ہدف ہے۔

''وفاق المدارس'' جس سے ہزاروں دینی مدارس ملحق ووابستہ ہیں، مسلمانوں کا نظریاتی، ثقافتی، علمی اور عملی حصار ہے۔ عقیدے اور عمل کے حوالے سے کہیں سے بھی حملہ ہو اور اسلامی ثقافت واقدار کے خلاف کسی بھی جانب سے آواز اٹھے تو اہلِ مدارس اس کے مقابلے میں سدّ راہ بنتے اور دفاع میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

اسی طرح مسلمان معاشرے کی دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جن باعمل افراد کی ضرورت پڑتی ہے اور مسجد ومکتب کے نظام کو برقرار اور رواں دواں رکھنے کے لیے جن افراد کی ضرورت ہوتی ہے جس میں امام، خطیب، مدرّس، قاری، مؤذّن اور مفتی حضرات کا وجود لازمی ہے، مسلم معاشرے کو یہ افراد مدارس ہی فراہم کرتے ہیں، مدارس کے سوا ان افراد کی تیاری اور فراہمی کا کام اور کسی جگہ نہیں ہوتا۔

مدارس کے شب وروز سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ صرف تعلیمی مراکز نہیں بلکہ عملی تربیت گاہیں بھی ہیں جہاں قرآن وسنت کی روشنی میں زندگیاں گزارنے اور سنوارنے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔ صدق واخلاص، صبر و شکر، خدمتِ خلق واحکام شریعت کی پابندی، فرائض پر مداومت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی عملی شق کرائی جاتی ہے۔ اساتذہ کرام اپنے زیر تربیت طلبہ کی نشست و برخاست، رفتار وگفتار، کردار وعمل، معاشرتی آداب، نمازوں کی پابندی اور سُننِ نبویہ پر عمل کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ہمارے جامعہ خیر المدارس میں اس سلسلہ میں ہونے والے اجلاسوں میں یہ نکتہ ہمیشہ سرفہرست ہوتا ہے کہ کس طرح ایک ایک طالب علم تکبیر اولیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سننِ عبادت اور سنن عادیہ کا پابند بن جائے۔ دیگر مدارس میں بھی اس طرح کا اہتمام ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سننِ ھُدیٰ یا سننِ عبادت میں ایک عمل مسنون داڑھی رکھنا بھی ہے۔ یہ وہ مبارک

سنت ہے جس پر پوری امت کے صالحین کا اجماع ہے۔ یہ سنت مؤکدہ جسے علما کی اکثریت نے واجب بھی کہا ہے۔ اسلام کے ظاہری شعائر میں شامل ہے۔ یہ صرف ظاہری سنت نہیں اس کے پیچھے اہم روحانی ومعاشرتی حکمتیں موجود ہیں، یہ مرد کی فطری شناخت کو برقرار رکھتی ہے، عورتوں اور مخنثوں کے ساتھ مشابہت سے بچاتی ہے، اسلامی وقار و رعب کا باعث بنتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ داڑھی رکھنا فطرتِ سلیمہ کی علامت اور شعائر میں سے ایک ہے جو مسلمان کو کفار سے ممتاز کرتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں داڑھی کا رکھنا دین کے احترام اور پیغمبرانہ روش پر چلنے کی علامت ہے جو انسان میں وقار اور سنجیدگی پیدا کرتی ہے۔ حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ داڑھی سنت موکدہ ہے اور اس کی حفاظت کرنا دین کی عزت وعظمت کا مظہر ہے، جو شخص اسے چھوڑ دیتا ہے وہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مشابہت سے دُور ہو جاتا ہے۔

اس سنت نبوی کی عزت وعظمت اور دین میں اس کی تاکید واہمیت کی وجہ سے وفاق المدارس العربیہ کے داخلی ضابطوں میں ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ کوئی مقطوع اللحیہ (داڑھی کٹوانے یا منڈانے والا) ''وفاق المدارس'' کے تحت امتحان دینے کا اہل نہیں ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کو اپنے معاملات قرآن وسنت کے مطابق چلانے کا شرعی، قانونی اور اخلاقی حق حاصل ہے، جس طرح میٹرک کا طالبعلم ایم بی بی ایس کے امتحان میں بیٹھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اِسی طرح وفاق المدارس کے ضابطے کے مطابق داڑھی منڈانے والا شخص بھی ایک اہم دینی منصب کے امتحان کا اہل نہیں ہے۔ دینی تعلیم کے لیے مدارس دینیہ کے دروازے تمام افرادِ امت کے لیے کھلے ہیں لیکن اہلیت و صلاحیت اور قواعد وضوابط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اپنے تمام امور کو شرعی اصولوں کی روشنی میں چلاتا ہے۔ اس کا نصاب تعلیم، انتظامی و امتحانی ضوابط، اِجرائے اَسناد اور دیگر تمام معاملات مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے تابع ہیں۔ اس تناظر میں اگر کسی طالب علم کو داڑھی نہ رکھنے یا اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی پر امتحان دینے سے روکا جاتا ہے تو یہ ''وفاق المدارس'' کا شرعی وقانونی حق اور اس کے نظم وضبط کا لازمی تقاضا ہے۔

حال ہی میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں اسی طرح کی ایک درخواست پر سماعت ہوئی ہے جس میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات میں بغیر داڑھی امتحان کی اجازت نہ ملنے کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے۔

اصولی طور پر عدالتِ عالیہ کو ''درخواست دعویٰ'' کے متعلق اپنا فیصلہ دینا چاہیے تھا لیکن موضوع سے ہٹتے ہوئے

عدالت کے محترم جسٹس نے یہ سوالات اٹھا دیے کہ وفاق المدارس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ وفاق المدارس کس قانون کے تحت ڈگریاں دیتا ہے؟ بچہ جو ڈگری وفاق المدارس سے حاصل کرے گا اس کی حیثیت کیا ہوگی؟ وفاق المدارس کے ڈگری ہولڈرز اور دیگر تعلیمی اداروں کے ڈگری ہولڈرز کو ایک ہی جیسی سہولتیں میسر ہوں گی؟ ''وفاق المدارس'' کس قانون کے تحت دوسرے اداروں کو اپنے پاس رجسٹرڈ کرتا ہے؟ بچے پاکستان کا مستقبل ہیں، کسی بچے کو دینی و دنیوی تعلیم حاصل کرنے سے نہیں روکا جاسکتا وغیرہ۔

عدالت کے مذکورہ بالا ریمارکس سے بظاہر تجاہل عارفانہ مُترشّح ہوتا ہے، ورنہ یہ حقیقت تو سب کو معلوم ہے کہ وفاق المدارس اور دیگر دینی تعلیمی بورڈز تسلیم شدہ رجسٹرڈ ادارے ہیں اور ایچ ای سی (ہائیر ایجوکیشن کمیشن) کی طرف سے اسناد جاری کرنے کے مُجاز ہیں اور تقریباً نصف صدی سے اسناد جاری کرتے آرہے ہیں، جنہیں اندرون و بیرون ملک قبول کیا جاتا ہے۔ اب تک ان اسناد کی بنیاد پر سینکڑوں سکالرز حکومت کی منظور شدہ یونیورسٹیوں سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرچکے ہیں۔

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ عدالتوں کا بنیادی کام قانونی و آئینی معاملات کو دیکھنا ہے، کسی ادارے کے اندرونی نظم وضبط میں مداخلت کرنا نہیں ہے۔ کوئی تعلیمی ادارہ اپنے طلبہ کی تعلیم وتربیت اور نظم وضبط کے لیے کچھ اصول وضع کرتا ہے تو اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں بشرطیکہ وہ ضوابط شریعت وآئین کے خلاف نہ ہوں اور ظاہر ہے کہ اپنے کسی طالب علم کے لیے یہ شرط عائد کرنا کہ اس کی وضع قطع شریفانہ اور شریعت کے مطابق ہو، کسی بھی قانون کے متصادم نہیں بلکہ شرعاً وقانوناً مطلوب ومستحسن ہے۔

اگر عدالتیں دینی اداروں کے اصولوں کو نظر انداز کر کے فیصلے جاری کریں گی تو دینی حلقوں میں اس کے خلاف رد عمل سامنے آئے گا۔

دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ آئین کے مطابق دینی اداروں کی خودمختاری کا احترام کریں، ان کے اندرونی اور انتظامی معاملات میں غیر ضروری مداخلت سے احتراز کریں، پاکستان کا آئین ہر مسلمان شہری کو قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا نہ صرف حق دیتا ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ادارہ یہ شرط لگائے کہ اس کے ملازمین اور طلبہ کی ظاہری وضع قطع شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے تو عدالتوں کو اس میں دخل در منقولات سے احتراز مناسب ہے۔ وماعلینا الا البلاغ!

ماہ رمضان کی برکات!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے انسانیت اور خصوصاً اہلِ اسلام پر بے شمار اور بے انتہا احسانات ہیں، من جملہ ان میں انسان بنانا اور پھر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنانا، ہماری ہدایت کے لیے قرآن کریم اُتارنا، اس کی تبیین وتوضیح کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنانا، قرآن وسنت پر پورا پورا عمل کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نجوم ِہدایت بنانا۔ اسی طرح اپنی اُلوہیت اور رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کے لیے کلمۂ شہادت کی صورت میں اقرار کرانا، اپنی عبادت اور اپنے بندوں کی بندگی کے اظہار کے لیے پنج وقتہ نماز فرض کرنا، مال کو پاک وصاف کرنے، اس کی حفاظت اور فقراء وغرباء کی اِعانت کے لیے زکوٰۃ کا حکم دینا، بندوں کے عشق ومحبت اور دیوانگی ووارفتگی کے مظاہر کے لیے حج جیسی عبادت عطا کرنا، تقویٰ کے حصول کے لیے ماہِ رمضان میں روزے فرض کرنا، جیسا کہ ارشاد ہے:

’’یٰٓأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔‘‘ (البقرۃ: ۱۸۳) ’’اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جیسے کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

اور حدیث مبارکہ میں ہے:

’’بنی الإسلام علٰی خمس: شهادة أن لا إلٰه إلا اللّٰہ وأن محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ وإقام الصلوٰة وإيتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان۔ متفق علیه۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص: ۱۲)

’’اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ۱:......اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، ۲:......نماز قائم کرنا، ۳:......زکوٰۃ ادا کرنا، ۴:......حج کرنا اور ۵:......رمضان کے روزے رکھنا۔‘‘

ماہِ رمضان کا روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ مرد وعورت پر فرض ہے۔ اس کی فرضیت قرآن وسنت سے ثابت ہے، بلاعذر روزہ نہ رکھنے والا فاسق اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ رمضانُ سال بھر کے اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ عظمتوں، برکتوں، رحمتوں اور فضیلتوں والا مہینہ ہے۔ ماہِ رمضان جس

طرح روزوں کا مہینہ ہے، اسی طرح نیکیوں کے اہتمام اور نیکیوں کو سمیٹنے اور جمع کرنے کا مہینہ بھی ہے۔ ماہِ رمضان صبر، سخاوت، ہمدردی، زکوٰۃ اور صدقہ کا مہینہ ہے۔ ماہِ رمضان فرض نماز کے علاوہ تراویح، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور صلوٰۃ التسبیح جیسی نمازوں کے اہتمام کا مہینہ ہے۔ ماہِ رمضان دعاؤں اور التجاؤں کے علاوہ رُوٹھے رب کو منانے کا مہینہ ہے۔ ماہِ رمضان نزولِ قرآن، اعتکاف اور شبِ قدر کا مہینہ ہے۔ ماہِ رمضان اعلائے کلمۃ اللہ اور تبتُّل الیٰ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے نجات اور خلاصی کا عشرہ ہے۔ رمضان کا مہینہ آتے ہی آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، سرکش شیاطین کو مضبوطی سے باندھ دیا جاتا ہے، مومن کا رزق اور نیکیوں کا اجر وثواب بڑھا دیا جاتا ہے، نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: ''تسبیحة فی رمضان أفضل من ألف تسبیحة فی غیرہ۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۱۸۵) ''رمضان میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ لینا غیر رمضان میں ایک ہزار مرتبہ کہہ لینے سے بہتر ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ رمضان کی راتوں میں روزانہ ایک منادی اعلان کرتا ہے: ''یا باغی الخیر! أقبل ویا باغی الشر! أقصر۔'' (مشکوٰۃ، ص:۱۷۳) ''اے خیر کے طالب! آگے بڑھ اور اے شر کے طالب! رُک جا۔'' اسی طرح یہ بھی اعلان ہوتا ہے کہ: ''ہے کوئی دعا مانگنے والا! میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا! میں اس کو بخش دوں؟ ہے کوئی گناہوں سے توبہ کرنے والا! میں اس کی توبہ قبول کروں؟ کیا ہے کوئی صحت مانگنے والا! میں اس کو صحت وعافیت دوں؟۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس نداء کا نتیجہ ہے کہ اہلِ ایمان کا رجحان ومیلان رمضان المبارک میں خیر اور سعادت والے اعمال کی طرف بڑھ جاتا ہے، یہاں تک کہ غیر محتاط آزاد منش عام مسلمان بھی رمضان میں اپنی رَوش بدل لیتے ہیں۔ حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجئے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے نفع دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علیک بالصوم فإنہ لا مثل لہ۔'' (نسائی، ج:۱، ص:۱۴۰) ''روزہ کو لازم پکڑو (یعنی روزہ رکھا کرو) اس کے مثل کوئی عمل نہیں۔'' اسی لیے فرمایا گیا کہ: ''روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔'' یہی وجہ ہے کہ رمضان کے علاوہ بھی شریعت نے مختلف مواقع اور مہینوں میں روزہ رکھنے کا حکم اور ترغیب دی ہے، جیسا کہ قتل خطاء، کفارہ، ظہار، کفارۂ قسم اور روزہ توڑنے کے کفارہ میں۔ اس کے علاوہ محرم میں دو روزوں کی فضیلت، شوال کے چھ روزوں کی ترغیب، ذوالحجہ کے نو روزوں کے اجر وثواب کا ذکر، اسی طرح نصف شعبان کا روزہ، ایام بیض کے روزے، پیر اور جمعرات کے روزہ کے فضائل، اس کے علاوہ جو نوجوان نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ روزے رکھے، اس لیے کہ روزہ قوتِ شہوانیہ کو

توڑتا ہے۔ اسی طرح فرمایا گیا کہ تمام عبادات کا دروازہ روزہ ہے، جو آدمی روزہ رکھتا ہے' اُس کا قلب منور ہوجاتا ہے اور اُسے عبادت کی رغبت پیدا ہوجاتی ہے۔ آدمی جب روزہ رکھتا ہے تو اس کی عزت وتوقیر بھی بڑھ جاتی ہے، احادیث میں ہے کہ: ''اس کا سونا عبادت، اس کی خاموشی تسبیح کے درجہ میں، اس کا ہر عمل اَجر وثواب کے اعتبار سے دُگنا، اس کی دعائیں مقبول اور اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ روزہ آدمی کے لیے جہنم کی آگ اور دنیا کے مصائب وآلام کے سامنے ڈھال بن جاتا ہے اور یہ ڈھال اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک روزہ دار جھوٹ، غیبت، بدگوئی اور فحش کلامی سے بچتا رہے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔ روزہ' روزہ دار کے جسم کی زکوٰۃ ہے، اور روزے سے جسم صحت مند ہوتا ہے۔ روزہ ایسی عبادت ہے جس میں رِیا نہیں۔ روزہ اور قرآن کریم' روزہ دار اور تلاوت کرنے والے کے لیے شفاعت کریں گے اور ان کی سفارش رَد نہیں کی جائے گی۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسے روزہ کا اجر وثواب دیا جائے گا۔ روزہ دار کے سامنے جب تک کوئی کھانا کھاتا رہتا ہے فرشتے برابر اُس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ روزہ دار کے لیے جنت میں داخل ہونے کا مخصوص دروازہ ہوگا، جس کا نام ''رَیَّان'' ہے اور اس دروازے سے روزہ دار کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوسکے گا۔ روزہ دار کی روزانہ افطار کے وقت ایک دعا قبول کی جاتی ہے، یا تو وہ چیز اُسے دنیا میں مل جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ کردی جاتی ہے۔ روزہ دار سے جہنم ستر سال کی مسافت تک دور کردی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے:

''ثلاثة لایسألون عن نعیم: المطعم، والمشرب، والمتسحر وصاحب الضیف وثلاثة لایلامون عن سوء الخُلُق: المریض، والصائم حتی یفطر والإمام العادل۔'' (الدیلمی عن ابی ہریرۃؓ، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۴۵۶، حدیث نمبر: ۲۳۶۳۷) یعنی ''تین آدمیوں سے نعمتوں کے بارے میں سوال اور پوچھ گچھ نہیں ہوگی: کھانا کھلانے والا، پانی پلانے والا، سحری کرنے والا اور مہمان نواز (میزبان) اور تین آدمیوں کو بدخلقی پر ملامت نہیں کی جائے گی: مریض، روزہ دار جب تک افطار نہ کرلے اور منصف حکمران۔'' ایک اور روایت میں ہے:

''إذا کان یوم القیامة یخرج الصوام من قبورھم یعرفون بریح صیامھم، أفواھھم أطیب من ریح المسک یلقون بالموائد والأباریق مختمة بالمسک فیقال لھم: کلوا فقد جعتم، واشربوا فقد عطشتم، ذروا الناس یستریحوا فقد عییتم إذا استراح الناس فیأکلون ویشربون والناس معلقون فی الحساب فی عناء وظمأ۔'' (ابوالشیخ فی الثواب، والدیلمی عن انسؓ، کنز العمال، ج: ۸، ص: ۴۵۷، حدیث نمبر: ۲۳۶۴۴) یعنی ''جب قیامت کا دن ہوگا تو روزہ دار اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ اپنے روزوں کی بُو

سے پہچانے جائیں گے، ان کے منہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوں گے، ان کے پاس دسترخوان اور مشک کی مہر لگے ہوئے کوزے لائے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا کہ: کھاؤ! کیونکہ تم بھوکے رہے اور پیو! کیونکہ تم نے پیاس برداشت کی۔ تم لوگوں کو چھوڑ دو کہ وہ راحت ڈھونڈتے رہیں، تم نے اس وقت اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا جب کہ لوگ راحت و آرام میں (مست) تھے، پس روزہ دار کھائیں گے اور پئیں گے جب لوگ حساب کی مشقت اور پیاس میں پھنسے ہوں گے۔''

جو آدمی روزہ دار کو حلال کمائی سے روزہ افطار کراتا ہے پورا رمضان فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور شبِ قدر میں اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں، اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ایسے شخص کا دل نرم ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ کنزالعمال میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ: مسلمانوں کے لیے ماہِ رمضان جیسا کوئی بہتر مہینہ نہیں اور منافقین کے لیے اس سے برا کوئی مہینہ نہیں۔ اس رمضان کے داخل ہونے سے پہلے اہل ایمان کا اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے اور منافقین کے گناہ اور اُن کی شقاوت لکھ دی جاتی ہے اور یہ اس لیے کہ مؤمن عبادت میں قوت اور یکسوئی کے لیے رمضان سے پہلے اپنا راشن اور دوسری ضروریات کی فکر میں لگ جاتا ہے اور منافق اہل ایمان کی غیبت اور ان کے عیوب کی تفتیش میں لگا ہوتا ہے، پس یہ رمضان اہل ایمان کے لیے غنیمت اور فاجروں کے لیے عذاب بن کر آتا ہے۔ رمضان میں ذکر کرنے والا مغفور ہوتا ہے اور سوال کرنے والا خائب و نا کام نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ: ''روزے کے تین درجے ہیں: ۱:-عام، ۲:-خاص، ۳:-خاص الخاص۔ عام روزہ تو یہی ہے کہ شکم اور شرم گاہ کے تقاضوں سے پرہیز کرے۔ خاص روزہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچائے، یہ صالحین کا روزہ ہے، اور اس میں چھ باتوں کا اہتمام لازم ہے:

۱:......آنکھ کی حفاظت کہ آنکھ کو ہر مذموم ومکروہ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیز سے بچائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''نظر' شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظرِ بد کو ترک کردیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان نصیب فرمائیں گے کہ اس کی حلاوت (شیرینی) اپنے دِل میں محسوس کرے گا۔'' (رواہ الحاکم، ج:۴،ص:۳۱۴، وصحّحہ)

۲:......زبان کی حفاظت کہ بیہودہ گوئی، جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور لڑائی جھگڑے سے اُسے محفوظ رکھے، اُسے خاموشی کا پابند بنائے اور ذکر وتلاوت میں مشغول رکھے، یہ زبان کا روزہ ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ: ''غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: ''غیبت اور جھوٹ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں کسی کا روزہ ہو تو نہ کوئی بیہودہ بات کرے، نہ جہالت کا کوئی کام کرے، اور اگر اس سے کوئی شخص لڑے جھگڑے یا اُسے گالی دے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔'' (صحاح)

۳:......کان کی حفاظت کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے سننے سے پرہیز رکھے، کیونکہ جو بات زبان سے کہنا حرام ہے، اس کا سننا بھی حرام ہے۔

۴:......بقیہ اعضاء کی حفاظت کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو حرام اور مکروہ کاموں سے محفوظ رکھے، اور اِفطار کے وقت پیٹ میں کوئی مشتبہ چیز نہ ڈالے، کیونکہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ دن بھر تو حلال سے روزہ رکھا اور شام کو حرام چیز سے روزہ کھولا۔

۵:......اِفطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھائے کہ ناک تک آجائے اور جب شام کو دن بھر کی ساری کسر پوری کرلی تو روزہ سے شیطان کو مغلوب کرنے اور نفس کی شہوانی قوّت توڑنے کا مقصد کیونکر حاصل ہوگا؟

۶:......اِفطار کے وقت اس کی حالت خوف ورَجاء کے درمیان مضطرب رہے کہ نہ معلوم اس کا روزہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوا یا مردُود؟ پہلی صورت میں یہ شخص مقربِ بارگاہ بن گیا، اور دُوسری صورت میں مطرود و مردود ہوا، یہی کیفیت ہر عبادت کے بعد ہونی چاہیے۔ خاص الخاص روزہ یہ ہے کہ دُنیوی افکار سے قلب کا روزہ ہو، اور ماسوا اللہ سے اس کو بالکل ہی روک دیا جائے۔ البتہ جو دُنیا کہ دین کے لیے مقصود ہو وہ تو دُنیا ہی نہیں، بلکہ توشۂ آخرت ہے۔ بہرحال ذکرِ الٰہی اور فکرِ آخرت کو چھوڑ کر دیگر اُمور میں قلب کے مشغول ہونے سے یہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اربابِ قلوب کا قول ہے کہ دن کے وقت کاروبار کی اس واسطے فکر کرنا کہ شام کو اِفطاری مہیا ہوجائے، یہ بھی ایک درجے کی خطا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رزقِ موعود پر اس شخص کو وثوق اور اعتماد نہیں، یہ انبیاءؑ، صدیقین اور مقربین کا روزہ ہے۔'' (احیاء العلوم، ج:۲، ص:۱۶۸، ۱۶۹، ملخصاً)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اس ماہ میں چار کام کثرت سے کیے جائیں: ۱:......''لا إلٰہ إلا اللّٰہ'' کی کثرت، ۲:......استغفار کی کثرت (''أستغفر اللّٰہ الذی لا إلٰہ إلا ھو الحی القیوم'' یا صرف ''استغفر اللّٰہ'')، ۳:......جنت کا سوال (اللّٰھم إنی أسألک الجنۃ)، ۴:......جہنم سے پناہ (اللّٰھم إنی أعوذ بک من النار)۔

ماہِ رمضان کو قیمتی بنانے کے لیے چند باتوں کا اہتمام بطورِ خاص بہت ضروری ہے:

۱:......اس ماہ میں تمام فرائض اور واجبات کی ادائیگی کا خوب اہتمام کریں، اگر قضا نمازیں ذمہ میں ہیں تو ان کی ادائیگی شروع کردیں۔ رمضان کے بعد قضا روزوں کی ادائیگی کا عزم کرلیں۔ سابقہ زندگی کی تمام لغزشوں پر سچی توبہ

کریں۔ دل کو گناہوں اور گندے خیالات سے پاک رکھیں۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور دل ودماغ کا استعمال صرف اور صرف اعمالِ صالحہ میں کریں۔

۲:......ماہِ رمضان کو روزہ، تراویح، صدقۃ الفطر، اعتکاف اور زکوٰۃ کے مسائل سیکھنے اور سکھانے میں صرف کریں۔ جو لوگ قرآن کریم نہیں پڑھے وہ قرآن کریم سیکھنے میں اور قراء کرام قرآن کریم سکھانے میں اپنے اوقات لگائیں۔

۳:......اپنے نفس کو تقویٰ کا پابند بنائیں، صلہ رحمی میں جلدی کریں، دل کو نفرت، جذبۂ انتقام اور حسد کی آگ سے دور رکھیں، صدقہ کی عادت ڈالیں، تلاوت کی کثرت کریں، دعاؤں کا اہتمام کریں، خصوصاً انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ٹی وی جیسی خرافات سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اپنے ملازموں پر کام کاج کا بوجھ ہلکا رکھیں، زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزاریں، چالیس دن تک تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی پابندی کریں، تاکہ آپ کو نفاق اور جہنم سے خلاصی کا تمغہ واعزاز حاصل ہو، جس کی بشارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دی ہے۔

۴:......اس رمضان کو گزشتہ رمضانوں سے بالکل ممتاز کریں، مثلاً: نفلی عبادات کا اہتمام زیادہ ہو، قرآن کریم کی تلاوت زیادہ ہو، قرآن کریم اور سورتیں یاد کرنا شروع کردیں، کسی یتیم کی کفالت شروع کردیں یا جیل میں قید لوگوں کی رہائی کا انتظام کردیں یا پانی کی اشد ضرورت ہو تو ٹیوب ویل، کنواں یا ٹھنڈے پانی کا پلانٹ لگادیں یا مساجد اور مدارس کے ساتھ پُرخلوص تعاون کریں یا مستحق طلبہ کے لیے فیسوں اور یونیفارم یا فیس کا انتظام کردیں یا کسی غریب لڑکی کی رخصتی کے اخراجات کا بندوبست کردیں۔ اس طرح کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ کو روزہ اور رمضان کی برکات کا صحیح معنوں میں لطف آئے گا۔ خلاصہ یہ کہ ماہِ رمضان کو اپنی عبادات، حسنات، صدقات، خیرات، قرآن کی تلاوت، دعاؤں، التجاؤں اور توبہ واستغفار کے ذریعہ قیمتی بنایئے، معلوم نہیں کہ آئندہ رمضان ہمیں نصیب ہو یا نہ ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری تمام عبادات کو قبول فرمائے۔ آمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

(**باقی: فسادِ امت اور احیائے سنت**) اس اجماع کے ناقلین میں علامہ ابن تیمیہ خود ہیں، شوافع کے یہاں کراہت کا قول ہے؛ مگر مرجوح، متقدمین میں ڈاڑھی ماورائے اختلاف تھی، متاخرین اور دورِ جدید نے اسے موضوعِ بحث بنایا، دوغلے بے ضمیری کی ہزار بات کرتے ہیں؛ مگر دل کا چور دبا جاتے ہیں، حسبِ دستور مفتوح قوم فاتحین کی تہذیب پر دل ہار بیٹھی ہے، غلاموں کے لیے آقاؤں کی وضع رشک زندگی بن گئی ہے، اس عار کے اعتراف کا حوصلہ نہیں؛ اس لیے تاویل کرتے ہیں، پیشین گوئی کے عین مطابق اسلام یتیم اور لاوارث ہوگیا ہے، اب ڈاڑھی وہ رکھے گا جسے اسلام اپنی جان اور مال سے زیادہ عزیز ہوگا۔

تدبّرِ قرآن - اہمیت وفوائد

مولانا محمد یاسر عبداللہ

تدبّرِ قرآن کی تلقین وترغیب:

قرآن کریم، اللہ تعالی کا کلام ہے، جس کا حق جلّ مجدہ کی ذات سے براہ راست تعلق ہے، آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے اس آخری پیغامِ ربانی کے ہمارے ذمہ جو حقوق ہیں، ان میں سے ایک اہم حق یہ ہے کہ اس کتابِ ہدایت میں غور وتدبّر کر کے زندگی کی راہیں دریافت کی جائیں۔ خود قرآن کریم میں جابجا اس کی تلقین اور ترغیب ہے۔

۱- ارشادِ باری تعالی ہے: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا. (محمد: ۲۴)

''بھلا کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟!''

۲- ایک اور مقام پر فرمایا: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا. (النساء: ۸۲) ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے؟! اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بکثرت اختلافات پاتے۔''

۳- سورہ ص میں فرمایا: كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ. (ص ۲۹)

''(اے پیغمبر) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اس لیے اتاری ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں، اور تاکہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں۔''

۴- ایسے مومنین کی تعریف کی گئی ہے جو قرآن کریم کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے: وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا. (الفرقان: ۷۳) ''اور جب انہیں اپنے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔''

۵- ابن سنان سلمی نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے آج رات ایک رکعت میں مفصل پڑھا۔ یہ سن کر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هَذًّا مِثْلَ هَذِّ الشِّعْرِ، أَوْ نَثْرًا مِثْلَ نَثْرِ الدَّقَلِ؟ إِنَّمَا فُصِّلَ لِتُفَصِّلُوا. یعنی قرآن کریم کو شاعری کی مانند تیز رفتاری سے پڑھا؟! یا اس کو ردی کھجوروں کی طرح بکھرا؟! (قرآن کا) مفصل حصہ کو اسی لیے چھوٹے چھوٹے

حصوں میں اتارا گیا ہے، تاکہ تم اسے آہستہ، رک کر اور ترتیل کے ساتھ پڑھو۔ (اگرچہ پورا قرآن ہی اسی آداب کا تقاضا کرتا ہے۔) (مسند احمد: 3958؛ شرح معاني الآثار للطحاوي: 2033)

۶- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: **إن من كان قبلكم رأوا القرآن رسائل من ربهم، فكانوا يتدبرونها بالليل ويتفقدونها بالنهار.** تم سے پچھلے لوگ قرآن کریم کو پیغامِ ربانی سمجھتے تھے، ان کی راتیں اس کے غور وفکر میں گزرتیں اور ان کے دن اس کی ہدایات پر عمل کی جستجو میں بسر ہوتے تھے۔ (التبيان في آداب حملة القرآن للنووي، باب 5، ص: 54)

۷- مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا کہنا ہے: **نزل القرآن ليُتَدَبَّر ويُعمل به، فاتخذوا تلاوته عملاً.** قرآن کریم کے نزول کا مقصد اس میں غور وتدبر کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے، لہذا محض قرآن کریم کی تلاوت پر اکتفاء نہ کرو، بلکہ اسے عمل میں لاؤ۔ (مدارج السالکین لابن القیم: ۱/ ۴۵۲)

تدبرِ قرآن کی اہمیت وفوائد:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تدبرِ قرآن کی اہمیت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بندے کی دنیا وآخرت میں سب سے مفید اور اسے سب سے زیادہ نجات سے قریب کرنے کے لیے قرآن کریم میں طویل غور وتدبر اور اس کی آیات کے معانی میں فکر کو یکجا کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں؛ کیونکہ قرآن، انسان کو خیر وشر کی تمام بنیادوں سے واقف کراتا ہے، خیر وشر کی راہوں، ان کے اسباب، نتائج وثمرات سے اور اہلِ خیر واہلِ شر کے انجام کے متعلق آگاہ کرتا ہے۔ سعادت کے خزانوں کی کنجیاں اور مفید علوم اس کے ہاتھوں میں تھما دیتا ہے، ایمان کی بنیادوں کو اس کے دل میں راسخ کرتا ہے، اسے دنیا وآخرت کی حقیقت دکھاتا ہے، اس کے دل میں جنت ودوزخ کا استحضار پیدا کرتا ہے، اقوامِ عالم کی تاریخ سے آگاہ کرتا اور عبرت گاہیں دکھاتا ہے، اللہ کے عدل اور فضل کا مشاہدہ کراتا ہے، اللہ تعالی کی ذات واسماء، صفات وافعال، اس کی پسند وناپسند اور اس تک پہنچانے والی راہ کی پہچان کراتا ہے۔ (مدارج السالکین، ۱/ ۴۵۳)

غور وفکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت دِلوں کے امراض کا علاج اور ظاہر وباطن کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ تابعی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: پانچ چیزیں دل کی دَوا ہیں: تدبر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت، معدہ کو خالی رکھنا (یعنی کم کھانا)، رات کی عبادت، سحر کے وقت گریہ وزاری اور نیک لوگوں کی صحبت۔ (حلیۃ الأولیاء)

مالک بن دینار رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: اے اہلِ قرآن، قرآن کریم نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟! قرآن تو مومن کی بہار ہے، جیسے بارش زمین میں بہار کا باعث ہوتی ہے۔ (الزهد للإمام أحمد، روایت نمبر: 1861)

’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ کے طور پر چند اقوال ذکر کیے گئے ہیں، ورنہ ہر دور کے بزرگوں کے ایسے اقوال کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان، قرآن کریم سے اپنا تعلق مضبوط رکھے، اس کی تلاوت کرتا رہے، اس کے مضامین میں غور وفکر کرتا رہے، اور اس کی تعلیمات پر عمل کی کوشش کرتا رہے تو راہِ حق پر گامزن رہتا ہے، گمراہیوں سے بچا رہتا ہے، اور نفس وشیطان کے حملوں کو سہہ جاتا ہے۔ اور جو انسان، قرآن سے دور ہو جائے اور اس کی راہ سے روگردانی کرے تو وہ ضلالت کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے، شیاطین کا کھلونا بن جاتا ہے، جو اسے ذلت وہلاکت کے گھڑے میں جا گراتے ہیں، نتیجتاً ایسا انسان دنیا کے غموں اور آخرت کی حسرتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ. (طٰہٰ:١٢٤-١٢٦)

’’اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ یارب، تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟ اللہ کہے گا: اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں، مگر تو نے انہیں بھلا دیا۔ اور آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ. (الزخرف ٣٦، ٣٧) اور جو شخص خدائے رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ ایسے شیاطین ان کو راستے سے روکتے رہتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں۔

فہمِ قرآن اور اسلافِ امت:

کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ امت کے غور وتدبر کے واقعات ملتے ہیں، جن سے رہبری بھی ملتی ہے اور شوق وجذبہ بھی بڑھتا ہے۔

۱- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوری رات ایک آیت کو پڑھتے اور دہراتے گزاری تھی، وہ آیت یہ ہے:

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (المائدۃ:١١٨)

اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں ہی، اور اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو یقینا آپ کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل۔ اس واقعہ میں امت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کے ساتھ تدبرِ قرآن کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، روایت نمبر:1350)

رات بھر ایک ہی آیت دہراتے رہنے اور اس میں غور وفکر کرنے کے ایسے واقعات بہت سے صحابہ کرام واکابرِ امت سے منسوب ملتے ہیں۔

۲-حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اگر تمہارے دل پاک ہوجائیں توتم کلام اللہ سے کبھی سیر نہ ہو، میں نہیں چاہتا کہ میری زندگی میں کوئی ایسا دن گزرے جس میں مجھے قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کا موقع نہ ملے۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مصحف میں پڑھا کرتے تھے، ان کی کثرتِ تلاوت سے وہ جگہ جگہ سے شکستہ ہوچکا تھا۔(الزھد للامام احمد،ص:168)

۳-حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ایک بار پوری رات یہ آیت پڑھنے میں گزار دی تھی: **وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا.** (النحل:۱۸) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو، تو انہیں شمار نہیں کرسکتے۔لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا:اس آیت میں بڑی عبرت اور نصیحت ہے،ہم جب بھی نگاہ اٹھا کر دیکھیں تو اللہ تعالی کی کوئی نہ کوئی نعمت نازل ہوتی ہے،اور جن نعمتوں کے متعلق ہمیں علم نہیں ان کی تعداد تو اور زیادہ ہے۔(مختصر قیام اللیل،ص:148)

۴- ماضی قریب کے ایک بزرگ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ ایک روز تلاوتِ قرآن کر رہے تھے کہ آپ پر کیفیت طاری ہوئی،مولوی سید تجمّل حسین صاحب سے فرمایا کہ ''جو لذت ہم کو قرآن میں آتی ہے اگر تم کو وہ لذت ذرّہ بھر آوے تو ہماری طرح نہ بیٹھ سکو، کپڑے پھاڑ کر جنگل نکل جاؤ''۔مولانا سید محمد علی صاحب نے فرمایا کہ میں نے ابتدا میں حضرت سے عرض کیا کہ مجھ کو جو مزہ شعر میں آتا ہے،قرآن شریف میں نہیں آتا۔آپ نے فرمایا کہ"ابھی بُعد ہے،قرب میں جو مزہ قرآن شریف میں ہے، کسی میں نہیں"۔(تذکرہ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی،ص:56) مولوی تجمّل حسین صاحب لکھتے ہیں کہ مجھ سے فرمایا کہ"قرآن شریف اور حدیث پڑھا کرو کہ اللہ میاں دل پر آکر بیٹھ جاتے ہیں"۔ایک روز آپ نے فرمایا کہ"نسبتِ قرآن، غایتِ سلوک ہے"۔(یعنی تزکیہ وسلوک کا انتہائی مقصد قرآن کریم کی نسبت حاصل ہونا ہے۔)(تذکرہ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی از مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ،ص:56)

۵-مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے ایک بار فرمایا: ''میں رمضان المبارک میں قرآن مجید شروع کرتا ہوں، اور تدبر وتفکر سے اس کو پورا کرنا چاہتا ہوں، لیکن کبھی پورا نہیں ہوتا۔جب دیکھتا ہوں کہ آج رمضان المبارک ختم ہونے والا ہے تو پھر اپنے خاص طرز کو چھوڑ کر جو کچھ باقی ہوتا ہے اس دن ختم کرکے دور کرلیتا ہوں۔(تصویرِ انور ص ۳۱٤)

کسی نے حضرت شاہ صاحب سے سوال کیا کہ آپ کا حافظہ تو اتنا قوی ہے کہ چند دنوں میں قرآن کریم حفظ کرسکتے

تھے، پھر حفظِ قرآن نہ کر سکنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: ''بچپن میں تو والدین نے اس طرف متوجہ نہ کیا، اب یہ ممکن نہ رہا۔اس لیے کہ قرآن کریم کی جو آیت پڑھتا ہوں، معارفِ قرآن کا ایک طوفان سا امنڈ آتا ہے، الفاظ ذہن سے نکل جاتے ہیں، اور معانی ومطالب کی وادیوں میں گم ہوجاتا ہوں۔'' (ایضا ص ٦٧، ٦٨)

چند معاون وموانع امور:

قرآن کریم سے استفادہ کے لیے کچھ امور معاون ہوتے ہیں اور کچھ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ کلام اللہ کی تعظیم وادب، تقوی وطہارت، اخلاص، دعاء، قیام اللیل، سچی طلب، جذبۂ اتباع، خوفِ خداوندی، ایمان بالغیب، غور وتدبر، نفس کا مجاہدہ اس راہ میں معین ومددگار رہوتے ہیں۔ جبکہ بے ادبی وبے تعظیمی، کج روی، بدعقیدگی، کبر وغرور، فہمِ قرآن میں کوتاہی، معاصی، بلا دلیل بحث وجدال، انکارِ آخرت اور دنیا پرستی اس راستے کے پتھر ہیں۔

یہاں ان امور کا اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے، ان سے متعلق تفصیلات قرآن وحدیث اور کتب علوم قرآن وغیرہ میں ملاحظہ کیجیے۔ ان مباحث کے متعلق چند مفید کتابیں درج ذیل ہیں:

١- التبيان في آداب حملة القرآن للإمام النووي رحمه الله

٢- الفوائد المشوق الى علوم القرآن لابن قيم الجوزية رحمه الله

٣- بدائع الفوئد لابن القيم رحمه الله

٤- مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

٥- قرآن کا مطالعہ کیسے؟ مولانا محمد اویس نگرامی ندوی رحمہ اللہ

رمضان اور قرآن:

ماہِ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، رمضان اور قرآن میں گہری مناسبتیں ہیں، یہ نزولِ قرآن کے آغاز کا مہینہ ہے، اسی مہینے کی جانب قرآن کو منسوب کیا گیا ہے۔ اس لیے اس ماہ میں قرآن کریم کی کثرتِ تلاوت، نماز تراویح میں سننے سنانے، دروسِ قرآن کی مجالس میں شرکت، علماء کرام کی رہبری میں مستند تفسیروں کا مطالعہ، اور مضامینِ قرآن میں غور وفکر کرنے کی کوشش ہونی چاہیے، اللہ تعالی ہمیں قرآن کریم کے ساتھ مضبوط تعلق نصیب فرمائے، اور اس کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین!۔

مقالات ومضامین

فسادامت اوراحیائے سنت

مولانا محمد فہیم الدین بجنوری

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پے خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس گناہ گار نے ڈاڑھی تو کبھی نہیں مونڈی کہ اس کا موقع وامکان نہیں تھا؛ مگر دوسرے دسیوں گناہ ضرور کیے، بندۂ نفس ہوں، آوارہ ہوں، نفس اور شریعت کی رسہ کشی میں نفس کی طرف جھک جاتا ہوں، ضعیف الطبع ہوں، رُوسیاہ ہوں، زندگی ''خلطوا عملاً صالحاً وآخر سیئا'' کے ٹریک پر ڈالی ہوئی ہے اور ''عَسَى اللهُ أَنْ يَّتُوبَ'' امیدگاہ ہے؛ مگر ان دس گناہوں میں سے کسی گناہ کو جائز کرنے کی یہودیت ہم نہیں جٹا پائے، گناہ کو گناہ سمجھ کر ہی کیا، سرِ شام کی خطا پر صبح نو سے ندامت کی چادر مانگی اور صبح کا تکرار شام کی شرم ساری میں چھپ گیا، محبوب کی شفاعت اور رب المحبوب کے کرم پر تکیہ رہا۔ یہودیوں کو جب گناہ منظور ہوتا تو راست توریت وصحائف میں تبدیلی کرتے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہ مقامِ تحریف ہے، مسلم انتساب کے اسکالر بھی یہی یہودی سرشت رکھتے ہیں؛ مگر دیوبند کی سیسہ پلائی دیوار سے عاجز وبے بس ہیں، جب تک دیوبند موجود ہے، قاسم ورشید واشرف کے وارثین غالیوں کی تحریف، باطل کی چوری اور جاہلوں کی تاویل کے خلاف مبعوث ہیں، ہم تنگ نظری، مذہب افیونی، فکری دقیانوسی، مسلکی انتہا پسندی اور خیال ورائے کی فرسودگی کے طعنے سہہ سکتے ہیں؛ مگر اسلام کی رعنائی سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک امید پر فرما گئے ہیں کہ میں دین کو درخشاں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس میں دن ہی دن ہے، رات کا نام نہیں۔ دیوبند اس امید سے بہ ہر قیمت وفا کرے گا؛ تا آں کہ امانت ان کے فرزند حضرت مہدی کو تفویض ہو جائے۔

ایک زمانہ راقم کو مصر کی نئی کتابوں کا شغف تھا، لائبریریوں کے طواف کیے، لائبریرین کی بداخلاقیاں برداشت کیں، حضرت مولانا انوار خان بستوی کو اگر یاد ہو تو بنگلور کی معروف لائبریری مالک کی گالیاں بھی کھائیں، یہ ماقبل پی ڈی ایف دور کی بات ہے، اس وقت حجاب مخالف ایک ضخیم کتاب پڑھنے کا موقع ہوا تھا، صاحب کتاب فاضل، محقق، اسکالر اور کسی کلیہ کا عمید تھا، اس نے نہایت قوت اور غضب کے پر اعتماد اسلوب میں یہ ثابت کیا کہ اسلام میں حجاب کا کوئی تصور نہیں ہے، اختلاط مرد وزن عین منشائے شریعت ہے، حجاب کے ترجمان کوتاہ نظر، پس ماندہ فکر اور راز

کار رفتہ ہیں، انھوں نے اسلام کو حجاب میں داخل کر دیا ہے اور محصور بھی؛ جب کہ حجاب خود اسلام میں نہیں ہے، حجاب کا حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص تھا، باقی خواتین آزاد ہیں، حجاب ان سے مخاطب ہی نہیں۔

مصنف نے کتاب کو قرآن وحدیث سے لبالب کیا تھا، میں کتاب پڑھ کر ڈپریشن اور دباؤ میں چلا گیا، رو کر عرض گزار ہوا کہ اے رب! تو نے مجھے کتنا کم علم دیا ہے، میں تو اس کے رد سے بھی عاجز ہوں، آپ کون سے عرب فتاوی کی بات کرتے ہیں؟ انھوں نے کوئی چیز حرام رکھی ہے؟ آپ نے میوزک اور گانوں کے مستدلات نہیں دیکھے؟ آپ کہاں تک ساتھ دیں گے؟ انھوں نے کوئی معیار بنایا ہے؟ یا حد مقرر کی ہے؟ مجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے زنا وشراب پر داد تحقیق دی ہے یا نہیں؛ لیکن اگر ہندوستان میں شکیل بن حنیف کو اور پاکستان میں مرزا انجینئر کو متبعین مل سکتے ہیں تو زنا وشراب کے ریسرچ اسکالرز کو بھی مداح ضرور ملیں گے۔ برصغیر ایک غامدی پر بدک گیا، مصر درجنوں غامدی دیکھ چکا ہے وہ بھی سو سال قبل، وہ گناہ کرنا چاہتے ہیں اور لت پت ہیں؛ مگر گناہ کے نام پر ہرگز نہیں، یا رسول اللہ! آپ بھی کیا ہی خوب ہیں، فرماتے ہیں کہ قرب قیامت گناہوں کے نام، عناوین اور عرفیت تبدیل کی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معجز بیان ہیں، ما ینطق عن الھوی ہیں، ان ھو الا وحی ہیں، قرآن، اعجاز نمبر ایک ہے، اس کے بعد راست آپ ہیں، آپ کے یہاں ناقص بیانی کا گذر نہیں، یہ کیا بات ہوئی کہ آپ اللہ کے یہاں سے نعوذ باللہ ڈاڑھی منڈانے کا جواز لے کر آئے ہیں؛ مگر اس کی تعبیر یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھو، ڈاڑھی بڑھاؤ، ڈاڑھی بڑھاؤ، مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھی بڑھاؤ، جب ڈاڑھی اختیاری ہے تو یہ زور کیوں؟۔ پھر جواز کی بات کا چھپانا آپ کے منصب میں کیسے ایڈ جسٹ اور آراستہ ہوگا؟ آپ کو تو جواز والا آپشن بھی بہ ہر صورت رکھنا ہے، ہم نے جواز کے دسیوں احکام میں دیکھا کہ آپ اپنی پسند ضرور رکھتے ہیں؛ مگر جواز بھی دیتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ بیوی کو حد اعتدال میں تنبیہی ضرب کی اجازت ہے؛ مگر میری خواہش ہے کہ مارنے سے گریز کریں، آپ ضرور فرماتے کہ نعوذ باللہ ڈاڑھی مونڈنے کی اجازت تو ہے؛ مگر میری ترجیح یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھی جائے۔ صحیح بخاری کی روایت: خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ؛ وَفِّرُوا اللِّحَى کا ترجمہ: ''ڈاڑھی اختیاری ہے'' کرنے کے لیے جسارت درکار ہے، صحابی کے چند بالوں والی ڈاڑھی ختم کرنے پر آپ کی خفگی سے جواز کے معانی نکالنا جرأت ہی جرأت ہے، ایران کے دونوں سفیر ڈاڑھی منڈے تھے، آپ نے ان کو جو فہمائش کی اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ ''افسوس ہے تم پر'' یا ''تمھارا برا ہو'' پھر فرمایا:

لَكِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُحْفِيَ شَارِبِي وَأُعْفِيَ لِحْيَتِي

یہ امرنی ربی کیا ہوتا ہے؟ امرِ رب کے بعد اختیار رہتا ہے؟ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ترجمہ سنا سکتے تھے: امرنی یعنی اختیار دیا ہے؟ ڈاڑھی کا وجوب اور منڈانے کی حرمت متفق علیہ ہے۔ (باقی صفحہ نمبر: ۱۸)

امام مرغینانی کی کتاب ہدایہ کا تعارف

مفتی محمد طارق محمود
معین مفتی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

ہمارے درس نظامی کے نصاب میں کچھ کتابیں ایسی ہیں جنھیں علمی قابلیت پیدا کرنے میں خاص دخل ہے۔ان میں ہدایہ سرفہرست ہے۔حتی کہ حضرت مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں: میرے خیال میں مولوی وہ ہے جس میں اس قدر استعداد ہو کہ ہدایہ کی چاروں جلدوں میں جو جگہ اس کو بتلائی جائے اس کو حل کر کے سمجھا اور پڑھا سکے۔(البلاغ :۲/۱۰۹۰،خصوصی اشاعت) تاہم ہدایہ کو بصیرت اور اتقان سے پڑھنے پڑھانے کے لیے کتاب کا مفصل تعارف پہلے معلوم ہونا ضروری ہے۔اس لیے ہدایہ کے مقدمۃ الکتاب کے طور پر یہ مضمون پیش خدمت ہے۔اس کے ذیلی موضوعات کی فہرست یہ ہے :۱: ہدایہ کی نصابی اہمیت۔۲: ہدایہ کے تعارف پر لکھے گئے کچھ رسائل۔۳: حالات مصنف۔۴: عادات مصنف۔۵: کتاب کے نسخے۔۶: شروح وحواشی وتخریجات۔۷:ہدایہ میں حدیث کا حوالہ اور سند کیوں نہیں؟۸: ہدایہ پڑھانے کا طریقہ۔۹: ہدایہ کا امتحان لینے کا طریقہ۔۱۰: ہدایہ اور بدائع الصنائع کا تقابل۔

۱- ہدایہ کی نصابی اہمیت:

حضرت تقی ہدایہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کتاب کو اگر درس نظامی کا حاصل اور علوم دینیہ کی بنیاد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔لہذا استاذ کو اسی اہمیت کے ساتھ اسے پڑھانا چاہیے۔کتاب کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم کو مسائل کے ساتھ ان کے نقلی اور عقلی دلائل اور فقہاء کے مدارک استنباط سے واقفیت ہو۔(درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھیں اور پڑھائیں؟:ص ۳۸)

مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: غور کیا جائے تو تعلیم کی غرض یہی دو باتیں ہوسکتی ہیں۔یعنی آدمی خود سوچنے لگے اور دوسروں کی سوچی ہوئی باتیں سمجھنے لگے۔اصول فقہ کی کتاب بزدوی، فقہ کی کتاب ہدایہ اور تفسیر کی کتاب کشاف درس میں ان ہی دونوں اغراض کے لیے رکھی گئی تھیں۔ہدایہ کی یہ خوبی نہیں کہ اس میں فقہ کے تمام مسائل آگئے ہیں اور ان مختصر جلدوں میں فقہ جیسے بحر ذخار کا سمانا مشکل کیا ناممکن ہے۔لیکن دماغ کی جتنی ورزش اس کی عجیب وغریب سہل ممتنع عبارتوں سے ہوجاتی ہے، میں نہیں جانتا کہ اس مقصد کے لیے ہدایہ سے بہتر کتاب مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔اس لیے شاعر کا بیان مبالغہ نہیں کہ ہدایہ کے پڑھنے والے کجراہی اور غلط روی کے شکار نہیں

ہو سکتے۔خود صحیح سوچنے اور دوسرے کے کلام کے صحیح مطلب سمجھنے کا جتنا اچھا سلیقہ یہ کتاب پیدا کر سکتی ہے عام کتابوں میں اس کی نظیر مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔(نظام تعلیم وتربیت:۱/ ۳۱۳، ۳۱۴ بتلخیص)

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ہدایہ صحیح طرح پڑھنے سے جو تحقیق وتدقیق کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اس کا کوئی متبادل نہیں۔اور دوسرے حضرت نے ہدایہ کی عبارت کو سہلِ ممتنع کہا ہے۔یہ ادب کی ایک اصطلاح ہے۔اس کے معنی ہیں آسان الفاظ میں ایسے لطیف معنی ادا کر دینا جنھیں اس طرح ادا کرنا ناممکن ہو۔اردو میں مومن خاں مومن کا یہ شعر سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے:

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا - جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حضرت تھانوی فرماتے ہیں: اکبر حسین صاحب جج اور ناظر حسن صاحب رامپوری وکیل کی قابلیت جو حکام میں بھی مسلم تھی،وہ عربی ہی کی بدولت تھی۔چنانچہ وکیل صاحب نے خود کہا کہ یہ جو وکالت میں میری نظر ایسی رسا ہے، یہ محض ہدایہ پڑھنے کی برکت ہے۔(ملفوظات حکیم الامت:۱۰/ ۴۷)اور فرمایا: آجکل عربی طلبہ بھی سمجھ کر نہیں پڑھتے۔طوطے کی طرح کتابیں رٹ لیتے ہیں،اس لیے ان میں سمجھ پیدا نہیں ہوتی۔(ملفوظات حکیم الامت:۵/ ۲۲۵)

مولانا گیلانی فرماتے ہیں: بحث وتحقیق سے غور وفکر کا جو ملکہ پڑھنے والوں میں پیدا ہوتا ہے یقین کیجیے کہ صرف معلومات دینے والی کتاب کے پڑھانے سے یہ بات کبھی نہیں حاصل ہو سکتی۔خواہ وہ معلومات جتنی بھی قیمتی اور یقینی ہوں۔بلکہ سچ یہ ہے کہ ان معلومات کی صحیح قیمت اور ان کی یقین آفرینیوں کا صحیح اندازہ ان لوگوں کو شاید ہو بھی نہیں سکتا جنھوں نے کسی ذہنی تربیت سے پہلے اس کا مطالعہ شروع کر دیا ہو الا ماشاء اللہ وقلیل ما ہم۔(نظام تعلیم وتربیت:۱/ ۳۱۹)

۲- ہدایہ کے تعارف پر لکھے گئے کچھ رسائل:

۱-۵: خمس رسائل علی کتاب الهداية: یہ پانچ رسائل کا مجموعہ ہے۔اس میں عمادی کا العقد الثمین فی ترجمۃ صاحب الہدایۃ،حمزاوی کا مصباح الدرایۃ فی اصطلاح الہدایۃ،لکھنوی کا عادات الامام المرغینانی اور المسامحات اور مطیعی کا بغیۃ اہل الدرایۃ من ختم کتاب الہدایۃ شامل ہے۔

۶: المدخل الی کتاب الهداية: اس مجموعے میں مذکورہ پانچ رسائل کے علاوہ سندی کا مہذب الہدایۃ اور سلہٹی کا مباحث عن الامام المرغینانی وکتابۃ الہدایۃ شامل ہے۔

۷: ماینبغی به العناية لمن یطالع الهداية: دار العلوم بنوری ٹاؤن سے تخصص فی الفقہ کا مقالہ ہے۔اس

میں ان امور سے بحث کی گئی ہے جو مولانا لکھنوی اور مولانا سنبھلی کے مقدمات ہدایہ میں نہیں ہیں۔ ۸: دکتور سائد بکداش کی ہدایہ پر تحقیق کا مقدمہ۔ ۹: ہدایہ اور صاحب ہدایہ: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ۱۰: آپ ہدایہ کیسے پڑھیں؟: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

۳- حالاتِ مصنف:

برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر صدیقی فرغانی مرغینانی رشدانی نام ہے۔ زمانہ ۵۱۱-۵۹۳ھ ہے۔ فرغانہ ماوراء النہر میں ہے۔ یہ جگہ اس وقت وسطی ایشیا کے ملک ازبکستان میں ہے۔ مرغینان فرغانہ کے مشہور شہروں میں سے ہے اور رشدان مرغینان کی ایک بستی ہے۔ (مقدمہ سائد بکداش: ۱/۱۶) امام مرغینانی کو بعض نے اصحاب الترجیح میں، بعض نے اصحاب التخریج میں اور بعض نے مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا ہے۔ مولانا لکھنوی کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ (تقدمۃ البنوری علی نصب الرایۃ: ص ۱۴) تصانیف میں **الزیادات، شرح الجامع الکبیر، التجنیس والمزید** وغیرہ شامل ہیں۔

ذہبی ان کے حالات میں فرماتے ہیں: **العلامة عالم ماوراء النهر ------ لم تبلغنا من أخباره وكان من أوعية العلم رحمه الله۔** (سیر اعلام النبلاء: ۲۱/۲۳۲) علامہ ماوراء النہر کے عالم ------ ہمیں ان کے حالات (کی تفصیل) معلوم نہیں، (البتہ اتنا ہے کہ) علم کے ظروف میں سے تھے۔ قرشی کہتے ہیں: **أقر له اهل مصر بالفضل والتقدم ---- تفقه على جماعة ---- فاق شيوخه وأقرانه وأذعنوا له كلهم --- وتفقه عليه الجم الغفير۔** (الجواہر المضیۃ: ۱/۳۸۳) اہل مصر نے ان کے کمال اور برتری کا اعتراف کیا ہے ----ایک جماعت سے فقہ (کی مہارت لی) --- اپنے اساتذہ اور ہم جماعتوں سے آگے نکل گئے اور ان سب نے ان کی برتری تسلیم کی ہے --- بہت بڑی جماعت نے ان سے فقہ (کی مہارت) لی ہے۔ یہاں امام مرغینانی کے کمال کی چاروں دلیلیں آگئیں۔ باکمال اساتذہ اور تلامذہ کی کثرت، اساتذہ اور اہل زمانہ کا اعتراف۔

کفوی کہتے ہیں: **كان اماما فقهيا حافظا محدثا مفسرا جامعا للعلوم ضابطا للفنون متقنا محققا نظارا مدققا زاهدا ورعا بارعا متورعا فاضلا ماهرا فائقا ماهرا أصوليا أديبا شاعرا لم تر العيون مثله في عصره في العلم والأدب۔** وہ امام فقیہ حافظ محدث مفسر علوم کے جامع فنون کے ماہر متقن محقق مناظر باریک بین زاہد پرہیزگار فائق الاقران فاضل ماہر فائق ماہر اصولی ادیب شاعر تھے آنکھوں نے ان کے زمانے میں علم وادب میں ان جیسا نہیں دیکھا۔ (کتائب اعلام الاخیار: ص ۲۲۰ مخطوط) حضرت کشمیری فرماتے ہیں: **لايدرك شأو صاحب الهداية في فقهه ألف فقيه مثل صاحب الدر المختار۔ فان صاحب الهداية فقيه**

النفس، علمه علم الصدر، وعلم صاحب الدر المختار علم الصحف والأسفار وان البون بينهما لبعيد۔ (تقدمۃ البنوری علی نصب الرایۃ: ص ۱۴) صاحب درمختار جیسے ہزار فقیہ بھی صاحب ہدایہ کے درجے کو نہیں پہنچتے۔ کیونکہ صاحب ہدایہ فقیہ النفس ہیں اور ان کا علم سینے کا علم ہے۔ اور صاحب درمختار کا علم کتابی ہے اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

۴- عاداتِ مصنف:

۱- ہدایہ شرح ہے۔ اس کے متن کا نام بدایۃ المبتدی ہے۔ متن میں جامع اور مختصر الفاظ میں اس علم کے مقاصد اور مسائل جمع کیے جاتے ہیں۔ متن گویا پورے علم کا خلاصہ اور سمری ہوتا ہے۔ متن کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مبتدی طلبہ کے درسی کتاب بن جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس علم کی تفصیل سے پہلے اجمال سامنے آتا ہے۔ اجمال کے بعد تفصیل زیادہ آسان اور مؤثر ہوتی ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ متن کے ذریعے مطولات میں مسائل تلاش کرنا آسان ہوجاتا ہے، اور مظان مسئلہ کا صحیح اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہی وجوہ ہیں کہ متن کے الفاظ بڑے نپے تلے اور جامع ہوتے ہیں۔ متن ماہر فن امام کی ذہنی کاوش کا نچوڑ ہوتا ہے۔ متن کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب آدمی اس کے ذریعے شروحات وفتاوی میں جزئیات تلاش کرکے فتاوی کے جوابات لکھتا ہے۔ اللہ تعالی متن نگاری کرنے والے ائمہ فقہاء کو جزائے خیر دے۔ ہمارے لیے مطولات میں پہنچنے کا راستہ بہت آسان کردیا۔ متن میں اصل یہی ہے کہ مفتی بہ اور راجح قول پر اکتفا کیا جائے۔ مولانا ابوالوفا افغانی نے مختصر الطحاوی کے مقدمہ تحقیق میں فقہ حنفی کے مشہور مختصرات کا ترتیب وار ذکر کیا ہے۔ یہ بطور تمہید متون ومختصرات کے منہج اور منزلت کا بیان ہوا۔ تاہم مطولات کے بالاستیعاب مطالعے کی ضرورت اپنی جگہ ہے۔ حضرت کشمیری فرماتے ہیں: **لا یجوز لأحد أن یفتی مالم یطالع البحر أو رد المحتار بأسرہ أو کتابا مبسوطا آخر من مبسوطات الفقه الحنفی۔ نعم صدق من قال: لا تقعن البحر الا سابحا۔** (تراجم ستۃ من فقہاء العالم الاسلامی: ص ۳۹) کسی کے لیے اس وقت تک فتوی دینا جائز نہیں جب تک بحر یا ردالمحتار یا فقہ حنفی کی کسی اور مبسوط کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرلے۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ بحر میں تیراک ہوکر ہی جانا (یعنی اس سے صحیح طرح استفادہ کرنا سیکھ کر ہی مطالعہ کرنا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ کم از کم تخصص میں کسی ایک مبسوط کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرایا جانا ضروری ہے، اہم نکات کے ضبط کے ساتھ۔

۲- حضرت کشمیری فرماتے ہیں: **لیس فی أسفار مذاهب الأربعة کتاب بمثابة الهدایة فی تلخیص کلام القوم، وحسن تعبیرہ الرائق والجمع للمهمات فی تفقه نفس بکلمات کلها درر وغرر۔** (تقدمۃ

البنوری علی نصب الرایۃ: ص ۱۴) مذاہب اربعہ کی کتابوں میں کوئی کتاب ہدایہ جیسی نہیں۔ فقہاء کے کلام کی تلخیص اور حسن تعبیر اور مہمات کو جمع کرنے میں تفقہ نفس کے ساتھ ایسے کلمات میں جو سارے قیمتی موتی ہیں۔ ہدایہ سے پہلے چار صدیوں کا فقہی ذخیرہ موجود تھا۔ امام مرغینانی نے مختصر جملوں میں اس کا نچوڑ نکالدیا۔

اور حضرت کشمیری نے فرمایا: مجھ سے ایک عالم نے پوچھا کہ آپ فتح القدیر جیسی کتاب لکھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا ہدایہ جیسی؟ تو میں نے کہا چھ سطر بھی نہیں۔ (بینات: ص ۵۵، رجب ۱۴۴۰ھ) اور فرمایا: کسی شیعی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے پاس ادب کی تین کتابیں ہیں: قرآن کریم، صحیح بخاری، ہدایہ۔ فرماتے تھے کہ شیعی فاضل نے ٹھیک کہا ہے۔ (مصدر سابق)۔ مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں: یہ شیعی فاضل شاید امام محمد کی موطأ اور جامع صغیر سے واقف نہ تھا ورنہ یوں کہتا: کتاب اللہ کے بعد فصیح ترین کتاب امام محمد کی موطأ، پھر صحیح بخاری، پھر امام محمد کی جامع صغیر، پھر ہدایہ ہے۔ (ابوحنیفۃ واصحابہ المحدثون: ص ۲۱۲) باغ و بہار کے بیان میں فصاحت و بلاغت تو سب لاتے ہیں، مگر قانون جیسے سنگلاخ مضمون کے بیان میں ادبی چاشنی لانا بڑے کمال کی بات ہے۔

۳- ہدایہ کے شارح شریف جلال الدین فرماتے ہیں: **ثم انه وان كان شرحا للبداية كاشفا لمشكلاته موضحا لمعضلاته الا أن فيه غوامض أسرار محتجبة وراء الأستار لا يكشف عنها من نحارير العلماء الا من أوتي كمال التيقظ في التحقيق۔** (مقدمۃ سائد بکداش: ۱/۳۸) پھر ہدایہ اگرچہ بدایہ کی شرح ہے جو اس کی مشکلات کو کھولتی ہے، اور اس کی پیچیدگیوں کو دور کرتی ہے (اس حیثیت سے اسے آسان ہونا چاہیے تھا، کیونکہ خود شرح ہے)، لیکن اس میں پردوں کے پیچھے چھپے ہوئے ایسے گہرے راز ہیں کہ جنھیں علمائے محققین میں سے بھی وہی کھول سکتے ہیں جو تحقیق میں انتہائی چوکس ہوں۔ ہدایہ کے شارح قوام الدین کاکی فرماتے ہیں: **كتاب جامع لكل ما أمكن جمعه في هذا الفن من فنون الدراية وعيون الرواية بحيث لا يعرف الا بعد تجريد فكر وتدقيق نظر۔ وقد شرحه الشارحون واشتغل بتدريسه المشائخ المحققون۔** (مصدر سابق) ہدایہ ایسی جامع کتاب ہے جس میں وہ ساری چیزیں جمع ہیں جو اس فن میں آسکتی ہیں یعنی قوی دلائل اور راجح اقوال، اس طرح کہ فکر کو خالی کرنے اور نظر کو گہرا کرنے سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ شارحین نے اس کی شرح لکھی ہے اور مشائخ محققین اس کی تدریس میں مشغول ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایہ شرح ہونے کے باوجود بہت دقیق اور غامض ہے۔

۴- ہدایہ میں عقلی دلیل بیان کرنے کا اہتمام سمعی دلیل سے نسبتاً زیادہ ہے۔ چنانچہ بسا اوقات دلیل سمعی کو بیان نہیں کرتے اور بعض دفعہ دلیل عقلی کو پہلے بیان کرتے ہیں۔ اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ دلیل عقلی رتبتاً دلیل

سمعی سے مقدم ہوگئی معاذ اللہ۔ بلکہ یہ انداز بعض عوارض کی بنا پر ہے۔مولانا محمد عبد الرشید نعمانی فرماتے ہیں: **قد علم من عادته (أي عادة صاحب الهداية) أنه صنف كتابه هذا لايراد الدلائل العقلية دون النقلية، فلذا يكتفي بايرادها كثيرا ومعه أحاديث مثبتة لمدعاه۔** (تعلیق ذب ذباب الدراسات: ۱/ ۷۵) صاحب ہدایہ کی عادت معلوم ہے کہ انھوں نے یہ کتاب دلائل عقلیہ کے لیے لکھی ہے، نہ کہ دلائل نقلیہ کے لیے، یہی وجہ ہے کہ وہ بسا اوقات صرف دلائل عقلیہ پر اکتفا کرتے ہیں حالانکہ اس مسئلے میں احادیث بھی ہوتی ہیں۔ دکتور سائد بکداش کہتے ہیں: **ومن منهج المرغيناني في الاستدلال في الهداية أنه في مسائل كثيرة يترك الاستدلال للمسئلة بماورد في السنة المرفوعة وآثار الصحابة مع وجود ذلك، ويقتصر على الدليل العقلي فقط۔** (مقدمۃ تحقیق الہدایۃ: ۱/ ۸۳) مرغینانی کا ہدایہ میں ایک منہج استدلال یہ بھی ہے کہ وہ بہت سے مسائل میں سنت مرفوعہ اور آثار صحابہ کے ہوتے ہوئے بھی انھیں دلیل کے طور پر ذکر نہیں کرتے، بلکہ صرف دلیل عقلی پر کفایت کرتے ہیں۔

باب الصلاۃ فی الکعبۃ کے آخری مسئلے میں دلیل عقلی پہلی ذکر ہے اور دلیل سمعی بعد میں۔ اس پر محشی مفتی ابولبابہ کہتے ہیں: **دليل نقلي أخره ليكون اختتام الكتاب والباب بالصلاة على النبي ﷺ ولأن الدليل العقلي مبني على القاعدة الكلية المستنبطة من النصوص الكثيرة وهي عدم جواز ما فيه ترك تعظيم شعائر الله فان تعظيم شعائر الله من تقوى القلوب والحديث مشتمل على مسئلة جزئية فتقديم ما هو مستنبط من النصوص الكثيرة على نص واحد من الحسن بمكان۔ فاحكم هذا۔ فان من لم يفهم هذه النكتة ربما يختلج في قلبه صنيع المصنف في مثل هذه المواضع۔** دلیل نقلی کو مؤخر کیا ہے تا کہ کتاب اور باب کا اختتام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ہو۔ اور اس لیے بھی کہ دلیل عقلی کی بنیاد قاعدہ کلیہ ہے جو بہت سی نصوص سے مستنبط ہے۔ اور وہ یہ کہ جس کام میں شعائر اللہ کی تعظیم ترک ہو وہ کام جائز نہیں، کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقوی سے ہے۔ اور حدیث ایک مسئلہ جزئیہ پر مشتمل ہے۔ تو نصوص کثیرہ سے مستنبط دلیل کو ایک نص پر مقدم کرنے کا حسن ظاہر ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو۔ کیونکہ جو یہ نکتہ نہیں سمجھتا بسا اوقات اس کے دل میں اس طرح کے مواضع میں مصنف کا انداز باعث خلجان ہوتا ہے۔ نیز دیکھیے: احسن التوجیہات: ہدایہ: ۱/ ۶۳، ۶۴ مکتبہ بشری، کراچی ط: ۱۴۴۵ھ

۵- ہدایہ میں دلیل کے سب مقدمات، بسا اوقات مذکور نہیں ہوتے۔ اسی طرح دلیل سمعی کی وجہ دلالت علی الحکم بھی بہت دفعہ ذکر نہیں ہوتی۔ گویا پوری دلیل نہیں، بلکہ دلیل کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اب ان اشارات کو کھولنا

اور سب مقدمات ذکر کر کے پوری تقریر کرنا، یہ اہم کام ہے ہدایہ کے سبق میں! مثلا باب صلاۃ المسافر میں مسافر کے مقیم کی اقتداء کے مسئلے میں فیکون اقتداء المفترض بالمتنفل فی حق القعدة أو القراء ة پر حاشیے میں بابرتی کا کلام دیکھیے۔

۶-ألا تری کہہ کر توضیح کرتے ہیں۔اسے دلیل تنویری بھی کہتے ہیں۔ یہ لفظ اس مقام پر آتا ہے جہاں دلیل کا بہت ظاہر ہونا بتانا ہو۔مثلا باب الماء میں دباغت کے مسئلے میں فرمایا: ألا تری أنه ینتفع به حراسة واصطیادا۔ اس پر عینی کہتے ہیں:(ألا تری) کلمة ألا بفتح الهمزة وتخفیف اللام للتنبیه والتوضیح۔باب الامامۃ میں مسئلہ محاذات میں فرمایا: ألا تری أنه یلزمه الترتیب فی المقام۔اس پر بابرتی کہتے ہیں: ألا تری توضیح لقوله لأن الاشتراک لا یثبت دونها۔

۷-بعض مسائل استطرادا ذکر کر دیتے ہیں۔مثلا فصل فی البیر میں بکری کے کنویں میں پیشاب کرنے کے مسئلے کے تحت تداوی بالمحرم کا ذکر استطرادا آیا ہے۔اس طرح یہ غیر مظان میں مسئلہ ذکر کرنے کی ایک صورت بن جاتی ہے۔

۸- دعوی کے جز پر دلیل لانے کے بعد کل پر دلیل لاتے ہیں۔مثلا باب الماء میں ومطلق الاسم یطلق علی هذه المیاه پر سعدی آفندی کہتے ہیں: الاستدلال علی بعض المدعی ثم الکل طریقة یسلکها المصنف کثیرا۔

۹- اختصار کی وجہ سے مصادر منقول عنہا کا پورا حوالہ نہیں دیتے اور بسا اوقات قائل کا نام بھی اسی غرض سے حذف کر دیتے ہیں۔اس زمانے میں تدین وتبحر علمی کی وجہ سے ایسا کرنا بالکل کافی تھا۔البتہ ہمارے دور میں ایسا کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

۱۰- مفتی ابولبابہ صاحب کے مقدمہ تعلیق میں ۴/اصول اور ۱۰/عادات مذکور ہیں۔اور مکتبہ بشری کے مقدمہ میں ۲۰/عادات مذکور ہیں۔انھیں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۵- کتاب کے نسخے

۱: ہدایہ کا بہترین نسخہ وہ ہے جو دکتور سائد بکداش کی تحقیق کے ساتھ ۷ جلدوں میں مطبوع ہے۔اس میں ۲۰ سے زائد مخطوطات سے تصحیح کی گئی ہے۔اس کی پی ڈی ایف آن لائن دستیاب ہے۔ ۲: ایک نسخہ عبد السلام عبد الہادی کی تحقیق کے ساتھ ۴ جلدوں میں مطبوع ہے۔ ۳: ہمارے ہاں زیادہ تر مکتبۃ البشری کراچی کا نسخہ رائج ہے۔اس پر مفتی ابولبابہ صاحب کے مفید حواشی ہیں جن سے حل کتاب میں بہت مدد ملتی ہے۔

۶- شروح وحواشی وتخریجات

ہدایہ پر ہونے والے مختلف نوعیت کے علمی کاموں کی کل تعداد ۱۲۰ سے اوپر ہے۔تاہم طبع شدہ شروح کی تعداد بہت کم ہے۔دس سے کچھ زائد شروح مطبوع ہیں۔ان اعمال علمیہ کی تفصیل مقدمہ سائد بکداش ص ۱۰۱ - ۱۶۳ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ان میں سے کم از کم فتح القدیر،عنایہ،بنایہ،کفایہ،تخریج زیلعی، حاشیہ سعدی،لکھنوی اور سنبھلی کے مطالعے سے چارہ نہیں۔مخرجین ہدایہ میں عبدالقادر قرشی، علاء الدین ماردینی، جمال الدین زیلعی، بدرالدین عینی ،ابن ہمام اور قاسم بن قطلو بغا شامل ہیں۔ان میں سے یہاں تخریج زیلعی سے متعلق کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔یہ **نصب الراية لأحاديث الهداية** کے نام سے مشہور ہے، تاہم بعض اہل علم کی تحقیق کے مطابق اس کا اصلی نام **تخريج أحاديث الهداية** ہے۔اور نصب الرایۃ حافظ ابن حجر کی تلخیص کا نام ہے۔

تخریج زیلعی احادیث احکام کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔حافظ ابن حجر نے بھی اپنی تصانیف میں اس سے بہت استفادہ کیا ہے۔اس کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ سب مذاہب کے دلائل پورے انصاف اور اعتدال کے ساتھ یکجا کردیتے ہیں۔اور بسا اوقات مخالفین کے دلائل پر کلام کی گنجائش ہونے کے باوجود بھی کلام نہیں کرتے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ زیلعی حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ مشائخ صوفیہ میں سے بھی ہیں جن کے دل رذائل وشہوات سے پاک ہوچکے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان میں ذرا بھی تعصب نہیں۔ابن ہمام اور ابن دقیق عید دونوں بھی ایسے ہی منصف اور معتدل مزاج جامع بین الحدیث والفقہ ہیں، برخلاف حافظ ابن حجر کے۔

قال مولانا أنور شاه الكشميرى : الحافظ ما أجاد فى تلخيصه كما كان يرجى من براعته فى التنقيح والتحرير و علوكعبه فى التلخيص ، وغادر كثيرا من النقول التى ما كان يحرى تركها۔ (تقدمۃ البنوری علی نصب الرایۃ: ص۶-۸، ۱۲) امام العصر حضرت کشمیری فرماتے ہیں: حافظ ابن حجر نے زیلعی کی تلخیص عمدہ نہیں کی، جیسے ان کے تنقیح وتحریر کے کمال اور تلخیص کے بلند مرتبے سے امید تھی۔بہت سی قیمتی نقول چھوڑ دیں جو چھوڑنی نہیں چاہییں تھیں!

وقال : وهذا بخلاف الحافظ ابن حجر، فيتطلب دائما مواقع العلل ويتوخى مواضع الوهن من الحنفية۔ ولا يأتى فى أبحاثه ما يفيد الحنفية۔ ويقول شيئا وهو يعلم خلاف ذلک، ولا يليق بجلالة قدره ذيل الصنيع۔ وحاشاى أن أغض من قدر الحافظ الذى يستحقه۔ وانما هى حقائق ناصعة ووقائع ثابتة، يجب على الباحث الناقد أن يعرفها۔ عفا الله عنه وبدل سيئاته حسنات۔ (مصدر سابق: ص۸) اور فرماتے ہیں: یہ حافظ ابن حجر کے برخلاف ہے کہ وہ ہمیشہ (حنفیہ کے) عیوب کی تلاش میں رہتے ہیں۔اور ان کی

کمزوریوں کے درپے رہتے ہیں۔اور اپنی ابحاث میں کوئی ایسی بات نہیں لاتے جس سے حنفیہ کو فائدہ پہنچے۔اور جانتے بوجھتے اپنے علم کے خلاف بات کرتے ہیں۔یہ رویہ ان کے بلند رتبے کے لائق نہیں۔اور حاشا میں حافظ ابن حجر کے مرتبے میں کمی کروں جس کے وہ مستحق ہیں۔یہ تو ثابت شدہ حقائق وواقعات ہیں۔باحث ناقد پر انھیں جاننا لازم ہے۔اللہ تعالی انھیں معاف فرمائیں اور ان کی سیئات کو حسنات سے بدل دیں۔آمین

قال الشیخ البنوری: ومن دأبه فی کتبه - ولا سیما فتح الباری - أنه یغادر حدیثا فی بابه یکون مؤیدا للحنفیة مع علمه، ثم یذکره فی غیر مظانه لئلا ینتفع به الحنفیة۔ (مصدر سابق: ص۷) شیخ بنوری فرماتے ہیں: حافظ ابن حجر کی اپنی کتابوں خصوصا فتح الباری میں عادت ہے کہ وہ حنفیہ کی مؤید حدیث کو جانتے ہوئے بھی اس کے باب میں ذکر نہیں کرتے۔پھر اسے غیر مظان میں ذکر کرتے ہیں،تا کہ اس سے حنفیہ کو فائدہ نہ پہنچے۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ملفوظات محدث کشمیری: ص ۱۲۴، ۱۲۵،الامام ابن ماجۃ وکتابہ السنن: ص ۲۴۴، ۲۴۵،فیض الباری: ۲/ ۶۷، ۴، ۴/ ۱۲۹، ۱۳۰،نفحۃ العنبر: ص ۶۴، ۶۵) لہذا حافظ ابن حجر کے کلام سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے اس رویے کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

شروح سے متعلق ایک اہم طرز کی وضاحت ضروری ہے۔پہلے مصنفین کی عادت ہے کہ وہ کسی اعتراض اور اس کے جواب کے ضعف وقوت کی طرف مخصوص الفاظ سے اشارہ کرتے ہیں۔چنانچہ بعض افاضل کا قول ہے کہ لفظ تأمل سے جواب قوی کی طرف، فتأمل سے جواب ضعیف کی طرف اور فلیتأمل سے جواب اضعف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔لفظ لقائل سے سوال اقوی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اس کے جواب میں أقول یا نقول لاتے ہیں۔فان قلت سے سوال قوی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اس کے جواب میں قلت یا قلنا لاتے ہیں۔لفظ فان قیل سے سوال ضعیف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اس کے جواب میں أجیب یا یقال لاتے ہیں۔لفظ لا یقال سے سوال اضعف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔اس کے جواب میں لأنا نقول لاتے ہیں۔(کلیات ابی البقاء: ص ۲۸۷، ۲۸۸) شارحین ہدایہ بھی جا بجا یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں لہذا ان کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔ابوالبقاء نے اس طرح کی اور اصطلاحات بھی ذکر کی ہیں فلیراجع۔

۷- ہدایہ میں حدیث کا حوالہ اور سند کیوں نہیں؟

حضرت تھانوی فرماتے ہیں: صاحب ہدایہ حدیث کے حافظ تھے۔اس لیے ان کو حدیث کے حوالہ کی ضرورت نہ تھی۔اور اس وقت پتہ کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا تھا کہ حدیث میں آیا ہے۔مگر اس زمانہ میں چونکہ تدین نہیں رہا حوالہ میں صفحہ سطر سب کچھ لکھنا چاہیے تا کہ دوسرا دیکھ سکے۔(ملفوظات حکیم الامت: ۱۴/ ۱۲۳، ۱۲۴) مولانا عثمانی

فرماتے ہیں: ویدل علی کونہ محدثا حافظا للحدیث کثرۃ ما أودعہ فی کتبہ لاسیما الھدایۃ من الأحادیث ـــــ کل حدیث قال فیہ الحافظان غریب لم نجدہ وجدت الکثیر منہ - وللہ الحمد - فی کتاب الخراج للامام أبی یوسف، وفی کتاب الآثار لہ، وفی کتاب الآثار للامام محمد بن الحسن، وفی کتاب الحجج لہ رحمۃ اللہ علیھما۔ (ابوحنیفۃ واصحابہ المحدثون: ص۲۱۱، ۲۱۲) امام مرغینانی کے محدث حافظ حدیث ہونے کی دلیل ان کی کتابوں خصوصا ہدایہ میں بکثرت احادیث ہونا ہے۔جن حدیثوں کے بارے میں زیلعی اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ غریب ہیں ہمیں نہیں ملیں ،الحمد للہ،ان میں سے بہت سی مجھے مل گئی ہیں ۔امام ابویوسف کی کتاب الخراج اور کتاب الآ ثار میں اور امام محمد بن حسن کی کتاب الآ ثار اور کتاب الحجج میں رحمۃ اللہ علیہما۔

مولانا نعمانی فرماتے ہیں: شمس الائمہ سرخسی کی مبسوط ،ملک العلماء کاسانی کی بدائع الصنائع اور شیخ الاسلام مرغینانی کی ہدایہ، کہ ان تینوں کتابوں میں جس قدر احادیث وآ ثار آئے ہیں وہ اصل میں متقدمین ائمہ احناف ہی کی کتابوں سے منقول ہیں جن کو ان حضرات نے اپنے ائمہ کے اعتماد پر اختصار کے پیش نظر بلا ذکر حوالہ وسند درج کر دیا ہے۔چنانچہ حافظ قاسم بن قطلو بغامنیۃ الالمعی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: ان المتقدمین من علمائنا رحمھم اللہ کانوا یملون المسائل الفقھیۃ وأدلتھا من الأحادیث النبویۃ بأسانیدھم کأبی یوسف فی کتاب الخراج والأمالی ،ومحمد فی کتاب الأصل والسیر ،وکذا الطحاوی والخصاف والرازی والکرخی الا فی المختصرات ۔ثم جاء من اعتمد کتب المتقدمین وأوردوا لأحادیث فی کتب من غیر بیان سند ولامخرج فعکف الناس علی ھذہ الکتب ۔ہمارے علمائے متقدمین اللہ ان پر رحم فرمائے مسائل فقہیہ اور ان کے دلائل کا احادیث نبویہ سے اپنی اسانید کے ساتھ املاء کراتے تھے۔جیسا کہ امام ابو یوسف نے کتاب الخراج اور امالی میں اور امام محمد نے کتاب الاصل اور کتاب السیر میں اور اسی طرح امام طحاوی،خصاف ،ابوبکر رازی اور کرخی نے اپنی اپنی تصانیف میں کیا ہے۔البتہ مختصرات کی املاء اس سے مستثنی ہے۔بعد میں وہ حضرات آئے جنھوں نے متقدمین کی کتابوں پر اعتماد کیا اور ان حدیثوں کو بغیر سند اور حوالہ کے اپنی تصانیف میں درج کیا، پھرلوگ انہی تصانیف پر متوجہ ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات کو اپنے ائمہ کی کتابوں پر ویسا ہی اعتماد تھا جیسا امام بغوی اور شاہ ولی اللہ کو صحاح ستہ پر تھا۔اور جس طرح امام بغوی نے مصابیح السنۃ میں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں ان کتابوں کی روایات کو بلا حوالہ وسند درج کر دیا ہے اسی طرح ان حضرات نے اپنے ائمہ کی روایات کو اپنی تصانیف میں جگہ دی ہے۔بعد کو جب فتنہ تاتار میں اسلامی دنیا کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور بلا دعجم سے لے کر دار الخلافہ بغداد تک

مسلمانوں سے جتنے علمی مراکز تھے ایک ایک کر کے تباہ و برباد ہو گئے تو متقدمین کی علمی سرمایہ بہت کچھ ضائع ہو گیا ۔اور بہت سی کتابیں جو پہلے متداول تھیں اس فتنہ میں بالکلیہ معدوم ہو گئیں ۔یہی وجہ ہے کہ متاخرین حفاظ حدیث کو جنھوں نے ہدایہ وغیرہ کی احادیث کی تخریج کی ہے متعدد روایات کے بارے میں تصریح کرنا پڑی کہ یہ روایت ان لفظوں میں ہم کو نہ مل سکی ۔کیونکہ ارباب تخریج نے ان روایات کو متقدمین ائمہ حنفیہ کی تصانیف میں تلاش کرنے کے بجائے محدثین مابعد کی ان کتابوں میں تلاش کیا جو ان کے عہد میں متداول تھیں ۔

اس سے بعض لوگوں کو صاحب ہدایہ کے متعلق قلت نظر اور ان حدیثوں کے متعلق ضعف کا شبہ ہونے لگا ۔اور تعجب ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں ۔چنانچہ ہدایہ اور اس کے مصنف کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں :۔۔۔۔۔۔حالانکہ نہ تو صاحب ہدایہ کا شغل حدیث میں کم تھا ،کیونکہ وہ خود بہت بڑے محدث اور حافظ الحدیث تھے اور نہ جو حدیثیں وہ بیان کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں کیونکہ وہ سب اگلے ائمہ کی کتابوں سے منقول ہیں ۔خود ہم نے متعدد روایات کو دیکھا ہے کہ حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ مخرجین احادیث ہدایہ ان کے بارے میں بہ صراحت لکھتے ہیں کہ وہ ان کو نہ مل سکیں حالانکہ وہ روایات کتاب الآثار اور مبسوط امام محمد وغیرہ میں موجود ہیں ۔اور یہ کچھ ہدایہ ہی کی خصوصیت نہیں ،خود صحیح بخاری کی تعلیقات میں بھی بہت سے ایسی روایتیں موجود ہیں کہ جن کے بارے میں حافظ ابن حجر نے یہی تصریح کی ہے ۔جس کی اصلی وجہ وہی ائمہ متقدمین کی کتابوں کا فقدان ہے ۔ورنہ امام بخاری یا صاحب ہدایہ کی شان اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ان کے متعلق کسی نے بے اصل روایت کے بیان کا کرنے کا شبہ بھی ظاہر کیا ہو۔

علامہ محمود بن سلیمان کفوی نے کتائب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار میں صاحب ہدایہ کے متعلق ان کے ترجمہ میں تصریح کی ہے کہ: کان اماما فقیہا حافظا محدثا مفسرا ۔ اور حافظ قرشی نے الجواہر المضیۃ میں لکھا ہے: رحل وسمع ولقی المشائخ وجمع لنفسہ مشیخۃ کتبتہا وعلقت منہا فوائد ۔یعنی انھوں طلب حدیث میں رحلت کی ،حدیث کا سماع کیا ،مشائخ سے ملے اور اپنا مشیخہ جمع کیا ۔جس کو میں نے بھی نقل کیا ہے اور اس سے فوائد کو اخذ کیا ہے ۔مشیخہ وہ کتاب ہے جس میں مؤلف اپنے شیوخ کے حالات اور ان کی مرویات واجازات کو جمع کرتا ہے ۔(امام ابن ماجہ اور علم حدیث :ص۱۹۶ - ۱۹۸ مع حاشیہ)اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے : المدخل الی علوم الحدیث الشریف :ص ۱۳۹ - ۱۴۱ ، ۱۴۷ ،فتاوی بینات : ۲/ ۶۴ - ۷۸ ،اعلاء السنن : ۱۲/ ۱۸۱ ،تدوین فقہ واصول فقہ :ص ۱۲۷ حاشیہ ،نظام تعلیم وتربیت :۱/ ۱۱۷ ، ۱۱۸ ،حادیث احکام اور فقہائے عراق ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایہ کی جو حدیث متداول کتب حدیث میں نہ ملے اسے حنفیہ متقدمین کی کتب میں

تلاش کرنا چاہیے۔ چنانچہ حال ہی میں مولانا یوسف شبیر احمد کی کتاب العناية فی تحقيق الأحاديث الغريبة فی الهداية شائع ہوئی ہے۔ ۲ جلدوں میں ہے۔اس میں مزید ۸۰ غریب احادیث کی تخریج ہے۔اور یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ کسی فقہی مذہب کے پیروکار کے لیے حدیث کے ثبوت کا مدار دراصل اس کے امام مجتہد کے قبول کرنے اور دلیل لینے پر ہے۔ دیکھیے: کشف الغمۃ للشعرانی: ۱/ ۳۰، ۳۱،مجموع فتاوی ابن تیمیۃ: ۲۰/ ۲۳۸، ۲۳۹،الاقتصاد فی التقلید والاجتهاد:ص ۵۵ - ۶۰،تعلیقات الشروط الائمۃ الستۃ للکوثری:ص ۱۸ ح ۲، فتح الملہم :۱/ ۱۷۹،المدخل الی علوم الحدیث الشریف:ص ۱۹۸- ۲۱۸ مع حاشیہ،قواعد فی علوم الحدیث:ص ۱۱۷

۸- ہدایہ پڑھانے کا طریقہ

حضرت تقی فرماتے ہیں: دلائل کے بیان کے وقت جس قدر ممکن ہو اصول فقہ کے قواعد کا اجراء کرایا جائے۔حل کتاب کے لیے عنایہ اور کفایہ کو بنیاد بنایا جائے،اور دلائل کی تفصیل کے لیے فتح القدیر اور بنایہ للعینی سے مدد لی جائے۔(درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھیں اور پڑھائیں:ص ۳۹)سبق میں سب مقدمات ترتیب سے ذکر کر کے دلیل کی پوری تقریر کرنی چاہیے۔ظاہریت کی یلغار روکنے کے لیے اس وقت کی اہم ضرورت ہے کہ دلیل سمعی کا خلاصہ ہدایہ کے سبق میں بتایا جائے۔دلیل سمعی معلوم کرنے کے لیے کتب کی ایک فہرست ملاحظہ ہو:المدخل الی علوم الحدیث الشریف:ص ۱۸۱ - ۱۸۸۔ہدایہ سے پہلے اصول فقہ اور اصول حدیث اچھی طرح پڑھ لینا چاہیے تاکہ ہدایہ مین ان کا اجراء ہو سکے۔ان کے ساتھ ایک اور چیز کا اضافہ ہونا چاہیے۔وہ یہ کہ جو باب مکمل ہو اس کے بارے میں طلبہ کو کچھ سوالات دیے جائیں،جن کے جوابات کتاب اور اس کی شروح وغیرہ کی مدد سے لکھیں۔تاکہ انھیں اسلامی قانون کو واقعات پر منطبق کرنے کا سلیقہ آئے۔اس کے بغیر فقہ پڑھنے کا فائدہ پورا نہیں ہوتا۔دیکھیے: التلخیصات العشر:ص ح، ناصح الطلبہ ملحقہ حقوق العلم :ص ۱۰۲، ۱۰۳۔ان امور کی رعایت تبھی ہو سکتی ہے کہ طلبہ قابل ہوں،استاذ باذوق ہو اور ادارے کا تعاون ہو۔

حضرت تھانوی فرماتے ہیں: ہمارے حضرات کا طرز درس نہایت سادہ تھا۔بہت کتابوں کے حوالے نہ دیتے تھے۔کتاب حل کرتے تھے اور آگے چلتے تھے۔(ملفوظات حکیم الامت: ۲۴/ ۲۴۸)اب کتاب حل کرنے کا مطلب دیکھیں۔مولانا محبوب رضوی لکھتے ہیں: دارالعلوم (دیوبند) کا طریق تعلیم یہ ہے کہ پہلے طالب علم کتاب کی عبارت پڑھتا ہے۔استاد کا فرض ہے کہ پڑھی ہوئی عبارت پر فنی حیثیت سے اس جامعیت کے ساتھ تقریر کرے جس میں متعلقہ عبارت کے ہر پہلو اور مسئلہ پر روشنی پڑ جائے۔استاد کی کوشش ہوتی ہے کہ اس بحث میں موضوع سے متعلق تمام ضروری معلومات آجائیں۔اور اپنی تقریر کو عبارت پر منطبق کر کے طالب علم کو مطمئن کردے۔طلبہ درس

میں بالکل آزاد ہوتے ہیں اور ان کو اس بات کا مستحق سمجھا جاتا ہے کہ جب تک سبق کو پوری طرح سمجھ نہ لیں اور جتنے اعتراض مسائل زیر درس کے متعلق اس کے ذہن میں آئیں ان کا اطمینان بخش جواب استاد سے سن نہ لیں استاد کو آگے نہ بڑھنے دیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو طالب علم پوری محنت کے ساتھ درس میں شریک ہوتے ہیں اور دوسری طرف استاد بھی پوری محنت اور توجہ کے ساتھ پڑھانے پر اپنے کو مجبور پاتا ہے۔عموماً زیر درس کتابوں کے اسباق میں اساتذہ کی توجہ اس امر پر مرکوز رہتی ہے کہ طلبہ میں کتاب فہمی کی استعداد پیدا ہوجائے اور انھیں مصنف کے منشاء کو سمجھنے کا طریقہ معلوم ہوجائے۔(تاریخ دارالعلوم دیوبند:۲/۲۷۹،۲۸۰)لہذا استاد کی تقریر بس ایسی ہو کہ روح کی شروح ہو!

(حضرت شیخ الہندؒ کی)عادت شریفہ تقریر کتاب میں یہ تھی کہ اکثر نفس مطلب پر اکتفا فرماتے تھے۔جس کا نتیجہ کتاب کا جلدی نکلنا،کتاب سے طالب علم کو کامل مناسبت اور اس سے کامل استعداد ہوجانا تھا۔معمول یہ تھا کہ جب طالب علم عبارت پڑھ چکتا تو لمبی سے لمبی عبارت کا نہایت مختصر اور جامع خلاصہ ایسا بیان فرما دیتے کہ پھر طالب علم کو اس کی تفصیل کو سمجھ لینا آسان سے زیادہ آسان ہوجاتا۔گویا اس تفصیل کا اس اجمال پر منطبق کرنا ہی رہ جاتا اور مطلب سمجھنے میں ذرہ برابر گنجلک نہ رہتی۔یہ بھی من جملہ کمالات خاصہ تھا۔اس کی برکت تھی کہ کتابیں اس طرح جلد جلد ختم ہوتی تھیں جیسے کوئی مشین میں ڈھالتا ہو حتی کہ ہدایہ اخیرین کا ایک معتد بہ حصہ بلا ترجمہ ہی نہایت سہولت سے پڑھنا یاد ہے۔(ذکر محمود مشمولہ میرے اکابر:ص ۱۳۰،۱۳۱ ملخصا بلفظہ)

حضرت نانوتویؒ نے ایک دفعہ حضرت تھانوی سے ان کے طالبعلمی کے دور میں فرمایا تھا:دیکھو ایک تو پڑھنا ہوتا ہے اور ایک گننا محض پڑھنا کافی نہیں،گننے کی ضرورت ہے۔پھر تمثیلاً فرمایا کہ ایک عالم تھے جنھوں نے ہدایہ کو حفظ کرلیا تھا۔ان سے ایک دوسرے عالم نے جو ہدایہ کے حافظ تو نہ تھے لیکن ہدایہ کو خوب سمجھ کر پڑھا تھا،ایک مسئلہ کا ذکر کیا۔حافظ ہدایہ نے پوچھا یہ مسئلہ کس کتاب میں لکھا ہے؟انھون نے کہا ہدایہ میں۔انھوں نے کہا ہدایہ تو مجھے حفظ یاد ہے اس میں تو کہیں بھی نہیں۔اس پر غیر حافظ ہدایہ نے کہا یہ مسئلہ ہدایہ ہی کا ہے۔اگر کتاب ہو تو میں اس میں دکھا سکتا ہوں۔چنانچہ کتاب منگائی گئی۔اور انھوں نے اس کے اندر ایک عبارت نکال کر دکھائی جس میں وہ مسئلہ بعینہ تو مذکور نہ تھا لیکن اس سے یہ استنباط قریب مستنبط ہوتا تھا۔جس کی تقریر کے بعد حافظ ہدایہ کو ماننا پڑا کہ واقعی یہ ہدایہ ہی کا مسئلہ ہے۔اور بہت افسوس کے ساتھ کہنے لگے کہ بس جی حقیقت میں ہدایہ کو تمھیں نے پڑھا ہے۔ہم نے گویا پڑھا ہی نہیں!محض حفظ کر لینے سے کیا ہوتا ہے؟حضرت نانوتوی نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا:بس یہ فرق ہے پڑھنے اور گننے میں!(اشرف السوانح:۱/۱۳۸،۱۳۹)نیز دیکھیے: ملفوظات حکیم الامت:۱۵/۱۳۵،۱۳۶

۹- ہدایہ کا امتحان لینے کا طریقہ:

حضرت تھانوی فرماتے ہیں: میری رائے امتحان کے بارہ میں یہ ہے کہ امتحان تقریری ہونا چاہیے۔ تقریر میں بہت جلد قلعی کھل جاتی ہے۔ اور اگر کسی مصلحت سے تحریری ہو بھی تو اس کی لطیف صورت یہ ہے کہ طالب علم کو کتاب دیدی جائے اور اس کے شروح وحواشی جو مانگے سب دے دیے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ فلاں مقام حل کر کے لاؤ مگر کسی سے مدد مت لو۔ کیونکہ مقصود تو یہ دیکھنا ہے کہ کتاب جو پڑھی ہے اسے سمجھ بھی گئے؟ یہ دیکھنا نہیں کہ یہ کتاب کا حافظ بھی ہے یا نہیں؟ اس میں طلباء کو بھی سہولت اور امتحان کا مقصود بھی حاصل۔ اور متعارف طریق میں تو پوری مصیبت ہے۔ نیند خراب، تندرستی خراب، جب تک ساری کتاب حفظ نہ ہو امتحان دے ہی نہیں سکتا۔

ان تجارب کی بناء پر میں جس زمانہ میں کانپور تھا امتحان کے متعلق نہایت سہل قواعد وضوابط مقرر کیے تھے۔ اس سے اعلی درجہ کی قابلیت حاصل ہوتی ہے۔ اب اپنا اختیار نہیں مشورہ ہی کیا تیر چلائے گا؟ چنانچہ مدارس میں جو آج کل امتحان کا طرز ہے کہ ساری کتاب محفوظ ہو تب امتحان دے سکتے ہیں، اس کے متعلق میں نے اہل مدارس کو رائے دی مگر ایک نے بھی نہیں سنی! (ملفوظات حکیم الامت: ۴/۲۴۷) اس سے واضح ہوا کہ ہدایہ یاد کرانے کے بجائے اچھی طرح سمجھا کر پڑھا دینا اصل مقصود ہے۔ اور امتحان میں بھی زبانی دلائل پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ پوری عبارت دے کر اس کا حل دریافت کرنا چاہیے۔ یہی درست طریقہ ہے۔ حضرت تھانوی کی خدمت میں ایک کمزور حافظے کے طالب علم نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا تو آپ نے اسے جواب میں لکھا: آپ یاد رہنے کی فکر میں نہ لگیں۔ تجربہ کی بات ہے کہ اگر مطالعہ اپنے حدامکان کے موافق غور کر کے دیکھ لے اور استاد کے سامنے سمجھ کر پڑھ لے بس کافی ہے، گو یاد نہ رہے۔ احتیاج کے وقت سب مستحضر ہوجائے گا۔ آپ اس دستور العمل کو پیش نظر رکھ کر مطمئن رہیے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۳/۱۶۴) اس میں طلباء کے لیے بڑی تسلی ہے بشرطیکہ اپنی طاقت کے مطابق محنت تو کریں! اور فرمایا: مطالعے کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کپڑا رنگنے کے لیے اول اس کو دھولیا جاتا ہے، پھر رنگ کے مٹکے میں ڈالا جاتا ہے اور اگر پہلے دھویا نہ جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر مطالعہ نہ دیکھا جائے تو مضمون اچھی طرح کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اس سے معلم کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بھی ایذا میں داخل ہے اور اس سے احتراز واجب ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت: ۱۳/ ۵۹، ۶۰) پھر سبق غور سے پڑھنا اور بغیر سمجھے آگے نہ بڑھنا اور پھر ایک دفعہ اپنی زبان سے اکیلے یا جماعت کے ساتھ کہہ لینا۔ اچھی قابلیت کے لیے اتنی محنت کافی ہے۔ (دیکھیے: خطبات حکیم الامت: ۲۵/۵۱) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ علم دین کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے۔ حقیقت دین کی صحیح سمجھ ہے۔ اور یہ بغیر تقوی کے حاصل نہیں

ہوتی۔(دیکھیے: خطبات حکیم الامت: ۲۵/ ۳۹۴، ۳۹۵، ۲/ ۱۹۸-۲۰۰)

بینی اندر خود علوم انبیاء - بے کتاب و بے معید و اوستا

اپنے اندر انبیاء کے علوم دیکھوگے - بغیر کتاب اور معاون اور استاد کے

یہ حالت تقوی کا ثمرہ ہے اور تقوی اہل تقوی کی صحبت اور تربیت کے بغیر نہیں آتا۔

۱۰- ہدایہ اور بدائع الصنائع کا تقابل:

امام مرغینانی (م ۵۹۳ھ) کے ہم عصر امام کاسانی (م ۵۸۷ھ) ہیں۔ بدائع الصنائع ان کی مشہور ومعروف کتاب ہے۔ ہدایہ اور بدائع دونوں فقہ حنفی کی بنیادی اور مستند کتابیں ہیں۔ ہدایہ کی اہمیت اور فضیلت اوپر معلوم ہوئی۔ بدائع کے بارے میں حضرت سہارنپوری فرماتے ہیں: جزئیات تو زیادہ شامی میں ہیں، مگر اصول اور فقہ کی لم زیادہ بدائع میں، کہ اس سے مناسبت ہوجائے تو فقہ میں طبیعت چلنے لگے۔(تذکرۃ الخلیل: ص ۲۹۴) اور فرمایا: واقعی یہ شخص (کاسانی) فقیہ تھا اور اللہ تعالی نے اس کو فقہ ہی کے واسطے پیدا فرمایا تھا۔(مصدر سابق)۔ اور فرمایا: مفتیوں کی عادت یہ ہے کہ صرف استفتاء آنے کے وقت کتابیں دیکھتے ہیں۔ اس سے کام نہیں چلتا۔ اور جواب میں بہت غلطی ہوجاتی ہے، کیونکہ اس وقت جلدی میں ایک جگہ کو دیکھکر جواب لکھ دیتے ہیں، حالانکہ دوسرے مقام میں اس مسئلہ کے اندر تفصیل معلوم ہوتی ہے جس سے اس واقعہ مسئولہ کا حکم بدل جاتا ہے۔ پس فقہ سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے شامی اور بدائع کو بالاستیعاب دیکھنا چاہیے۔ ہمارے حضرت گنگوہی نے شامی کو کئی بار بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہے۔(مصدر سابق) حضرت کشمیری بدائع کے بارے میں فرماتے ہیں: **كتاب بديع ان طالعه عالم بالغور والامعان لصار فقيه النفس ، وهو أنفع للمدرسين والمؤلفين منه للمفتين**۔(تراجم ستۃ من فقہاء العالم الاسلامی: ص ۳۹) بدائع بے مثال کتاب ہے، اگر کوئی عالم اسے غور وامعان سے مطالعہ کرے تو فقیہ النفس بن جائے۔ یہ مدرسین اور مؤلفین کے لیے مفتیوں سے زیادہ مفید ہے۔

بدائع کی عبارت ہدایہ کی نسبت سہل اور واضح ہے۔ اس میں مسائل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے بدائع مطالعہ کے لیے بہت مفید ہے۔ ہدایہ کے مسائل کی تشریح کے لیے اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ لیکن درسی کتاب بننے کے لائق ہدایہ ہی ہے، کیونکہ ذہن کی تربیت اسی سے ہوتی ہے۔ نیز بدائع تو مطالعے سے حل ہوجاتی ہے۔ مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں: جو شخص محنت سے سمجھ کر ہدایہ کی چاروں جلدیں پڑھ لے اس کو فقہ سے خوب مناسبت بلکہ مہارت پیدا ہوجاتی ہے۔(حیات ترمذی: ص ۱۲۷)

هذا ورحم الله الفقهاء والعلماء أجمعين آمين۔

شخصیت

مولانا عبدالستار رحمہ اللہ: ایک شجر سایہ دار

ابوالاحتشام مولانا سراج الحق

دنیا ایک عارضی قیام گاہ ہے، جہاں ہر ذی روح کو کچھ وقت گزار کر واپس اپنے حقیقی مقام کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ دنیا اپنی چمک دمک، عیش و عشرت اور دل فریبی کے باوجود ایک دھوکہ ہے، جس کی حقیقت موت کے لمحے آشکارا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہاں امتحان کے لیے بھیجا ہے اور اس فانی دنیا کی حقیقت کو قرآن پاک میں کئی مقامات پر واضح فرمایا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمٰن 27-26)

یعنی یہاں جو کچھ بھی ہے، فنا کے گھاٹ اترنے والا ہے اور باقی رہنے والی ذات صرف اللہ رب العالمین کی ہے۔

اس عارضی دنیا میں علماء حق کا وجود ایک نعمت ہے، جو انسانوں کو اس فانی دنیا کی حقیقت سے روشناس کراتے اور آخرت کی تیاری کی طرف مائل کرتے ہیں۔ لیکن جب ایسے رہنما اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو یہ دنیا اور زیادہ بے رونق اور خالی محسوس ہونے لگتی ہے۔ ان کی وفات صرف ایک فرد کا دنیا سے جانا نہیں، بلکہ ایک عہد کا خاتمہ اور امت کے لیے ایک بڑا خلا ہوتا ہے۔

قحط الرجال کے اس دور میں علماء اور اہل علم کا یکے بعد دیگرے اٹھ جانا کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔ جامعہ دارالعلوم کبیر والا کے نائب شیخ الحدیث، نمونہ اسلاف حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مختصر علالت کے بعد 14 جنوری 2025ء بروز منگل داغ مفارقت دے گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ

اور ایک ہفتہ قبل جامعہ کے قدیم فاضل جامعہ مدنیہ بہاولپور کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب رحمہ اللہ بھی اس دار فانی کو چھوڑ کر دار بقاء کے راہی ہو گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ان عظیم ہستیوں نے اپنی زندگیاں علم کی خدمت اور دین کی ترویج کے لیے وقف کر دیں اور اپنے شاگردوں کے دلوں میں معرفت الٰہی اور عشق رسول کی شمعیں روشن کیں۔ ان کا ذکر کرنا صرف ایک رسم نہیں، بلکہ ایک قرض ہے جو ہمیں ان کے احسانات کے اعتراف میں ادا کرنا ہے۔

حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ، جنہیں عقیدت مند بابا جی کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کی زندگی علم

وعمل کا ایک ایسا روشن مینار تھی جو نہ صرف طلبہ بلکہ عام لوگوں کو بھی راہنمائی فراہم کرتا رہا۔ آپ کی شخصیت علم، تقویٰ، اخلاص، اور مخلصانہ خدمت دین کا عملی مظہر تھی۔ آپ کا وجود ان سایہ دار درختوں کی مانند تھا، جو خود تو دھوپ سہتے ہیں لیکن اپنے سایے سے دوسروں کو سکون دیتے ہیں۔

ابتدائی حالات: حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا، جو دینداری، سادگی، اور دینی اقدار کا پاسدار تھا۔ آپ کی پیدائش 1951ء میں ہوئی لیکن آپ کے ذاتی بیانات کے مطابق آپ کی پیدائش قیام پاکستان سے پہلے کی ہے، گویا آپ ایک ایسے عہد کی نمائندگی کرتے تھے، جس میں دین کی خدمت ہی اصل کامیابی سمجھی جاتی تھی۔ آپ کا بچپن والدین کی دعاؤں اور تربیت کے زیر سایہ گزرا، جہاں آپ کے دل میں علم کی محبت اور تقویٰ کی جڑیں مضبوط ہوئیں۔

تعلیم: آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے ایک قریبی اسکول سے شروع ہوئی لیکن مڈل کے دوران ہی آپ کی فطری لگن دینی علوم کی جانب راغب ہوئی۔ شجاع آباد کے مدرسہ اشرف العلوم میں داخلہ لے کر آپ نے اپنی علمی پیاس بجھانے کا آغاز کیا۔ عزیز العلوم شجاع آباد اور جامعہ سراج العلوم کبیر والا جیسے معتبر ادارے آپ کے علمی سفر کی منزلیں بنیں۔ آپ کے تعلیمی سفر کی آخری منزل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا بنی، جہاں سے آپ نے 1968ء میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ آپ کا تعلیمی سفر محض ایک رسمی عمل نہ تھا بلکہ آپ کی طلبِ علم ایسی گہری تھی جیسے کوئی پیاسا صحرا میں پانی تلاش کرے۔

اساتذہ کرام: آپ نے اپنے عہد کے ممتاز اور کہنہ مشق علماء سے استفادہ کیا، جنہوں نے نہ صرف آپ کو علم کے زیور سے آراستہ کیا، بلکہ آپ کی شخصیت کو سنوارا، آپ کے اساتذہ کرام میں علامہ مولانا ظہور الحق، مولانا منظور الحق، مولانا علی محمد اور حضرت صوفی محمد سرور نور اللہ مرقدہم جیسے گوہر نایاب اساتذہ نے آپ کی شخصیت کو سنوارا اور آپ کے علمی افق کو وسعت دی۔

درس وتدریس: حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی تدریسی زندگی تقریباً چھ دہائیوں پر محیط ہے، جس کا آغاز مدرسہ عربیہ رحمان المدارس صادق آباد سے ہوا، جہاں آپ نے 4 سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے اپنے علاقے کے مدرسہ امین العلوم خان بیلہ سے لے کر جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا تک مختلف مدارس میں علم کا نور پھیلایا۔ آپ کی تدریس محض کتابوں تک محدود نہ تھی۔ آپ کے درس میں علم کے ساتھ عمل کی تعلیم بھی شامل ہوتی۔ آپ کا انداز تدریس وتربیت انتہائی دلنشین تھا۔

دارالعلوم عیدگاہ میں تدریسی خدمات: آپ کا تدریسی سفر دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں ایک نئے عہد کا آغاز ثابت ہوا۔ آپ نے 1413ھ بمطابق 1992ء میں اس عظیم ادارے میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور اپنی زندگی کے آخری 33 سال یہیں گزارے۔ آپ کا زمانہ تدریس علمی، روحانی اور تربیتی لحاظ سے بے مثال تھا۔ آپ نے 22 سال تک بخاری شریف جلد دوم کی تدریس کی، جو آپ کی علمی گہرائی اور احادیث مبارکہ پر گہرے فہم کی عکاس تھی۔ آپ کے درس میں ایسی دل نشینی تھی کہ طلبہ کے دل علم کے لیے تڑپ اٹھتے۔ آپ کے شاگرد آپ کے علمی نکات اور حکمت سے بھرپور تشریحات کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔

آپ نے درس وتدریس کو بطور ایک مشن کے اختیار کیا۔ آپ کے زیر تدریس طلبہ کی تربیت میں آپ کا کردار نہایت اہم تھا۔ آپ کا انداز تدریس طلبہ کے دلوں کو علم کے نور سے منور کرتا اور ان کے کردار کو سنوارتا۔ دارالعلوم میں آپ کی خدمات صرف تدریس تک محدود نہ تھیں، بلکہ آپ نے دارالاقامہ کے ناظم، نظام صلاۃ کے نگران اور طلبہ کے اخلاقی وتعلیمی معاملات کے رہنما کے طور پر بھی بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپ کے زیر نگرانی دارالعلوم کا ماحول مثالی رہا۔ طلبہ نہ صرف علم میں بلکہ عملی زندگی میں بھی آپ کی شخصیت سے متاثر ہوکر تربیت پاتے۔ زندگی کے آخری دنوں میں بھی آپ دورہ حدیث کے طلبہ کی نگرانی کرتے رہے اور آپ کا وجود ان کے لیے ایک مشعلِ راہ تھا۔

شخصیت: حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سادگی اور عاجزی کی عملی مثال تھی۔ آپ کے چہرے پر نورانیت اور لہجے میں خلوص کی مٹھاس تھی۔ آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی، جو دلوں کو بدل دے اور زندگیوں کو سنوار دے۔ آپ کے دل میں طلبہ کی اصلاح اور تربیت کا جذبہ ہمیشہ موجزن رہتا تھا۔ آپ نے اپنے علم و عمل کے ذریعے اپنے شاگردوں کو زندگی کے حقیقی مقصد سے روشناس کرایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم میں ہفتہ وار بیان کے ذریعے طلبہ کی تربیت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ ان بیانات میں آپ نہایت خلوص اور درددل کے ساتھ طلبہ کو اتباع سنت کی اہمیت پر زور دیتے اور عملی زندگی میں سنتِ نبوی کو اپنانے کی تاکید فرماتے۔ آپ رحمہ اللہ طلبہ اور چھوٹوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ آپ کا انداز تربیت نہایت محبت بھرا اور رہنمائی سے معمور ہوتا۔

باجماعت نماز کی پابندی: حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ نماز باجماعت کے لیے خاص طور پر معروف تھے۔ آپ نے زندگی کے ہر لمحے میں اس عمل کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنایا۔ حالت صحت ہو یا مرض، آپ باجماعت نماز کے لیے ہمیشہ مسجد میں موجود رہتے۔ حتیٰ کہ آپ آخری ایام زندگی میں بھی اس معمول کو ترک نہ کر سکے۔ ظہر کی نماز

سے تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے مسجد میں پہنچتے اور عصر و مغرب کے درمیان اکثر وقت مسجد میں گزارتے۔ آپ نے ہمیشہ طلبہ کو بھی باجماعت نماز کا پابند رہنے کی تاکید فرمائی۔ آپ کے زمانہ نظامت میں یہ بات مشہور تھی کہ بمشکل کوئی طالب علم مسبوق ہوتا تھا۔ آپ کا یہ معمول طلبہ اور ساتھیوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ اور ادارے کیلئے قابل فخر تھا۔

حسنِ مزاح: حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کا حسن مزاح آپ کی شخصیت کا ایک خوبصورت پہلو تھا۔ آپ کے مزاح میں ہمیشہ شائستگی محبت اور حکمت شامل ہوتی تھی۔ آپ کی گفتگو میں ایک خاص دلکشی ہوتی تھی، جو سامعین کے دلوں کو خوش کر دیتی۔ آپ کی گفتگو سے نہ صرف ماحول خوشگوار ہوتا بلکہ طلبہ آپ کی باتوں سے گہرے اسباق بھی حاصل کرتے۔ آپ کا حسنِ مزاح طلبہ کے دلوں میں محبت اور احترام پیدا کرنے کا ذریعہ بنا اور آپ کی شفقت نے ان کے دلوں کو ہمیشہ مسرور رکھا۔ آپ کے مزاح میں کبھی کسی کی دل آزاری نہ ہوتی، بلکہ آپ کے لطیف انداز سے ماحول خوشگوار ہو جاتا۔ طلبہ کے ساتھ آپ کا تعلق اس قدر مضبوط تھا کہ آپ کے مزاح سے وہ نہ صرف لطف اندوز ہوتے، بلکہ آپ کی باتوں سے گہرے سبق بھی سیکھتے۔ آپ کی ظرافت طلبہ کے دلوں میں محبت اور احترام پیدا کرنے کا ذریعہ بنی۔

آخری ایام: زندگی کے آخری ایام میں ضعف اور بیماریوں نے آپ کو آزمایا لیکن آپ کی روحانی قوت ہمیشہ کی طرح مضبوط رہی۔ آپ بلڈ پریشر کی کمی اور دیگر جسمانی امراض سے نبرد آزما رہے، لیکن آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا، بالآخر 13 رجب المرجب 1446ھ بمطابق 14 جنوری 2025 بروز منگل دن 11 بجے یہ علم وتقویٰ کا روشن چراغ بجھ گیا اور امت ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگئی۔ آپ کے وصال سے گویا ایک ایسا ستارہ ڈوب گیا، جس کی روشنی ہمیشہ دلوں کو منور کرتی رہے گی۔

حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے محترم قاری شفیق الرحمن صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ جنازے میں علماء، طلبہ، عقیدت مندوں اور علاقے کے عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی، جو آپ کی مقبولیت اور خدمت دین کے اعتراف کی واضح دلیل ہے۔ بعد ازاں، آپ کو دارالعلوم کے قبرستان میں اکابر کے پہلو کے میں سپرد خاک کیا گیا۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آپ کے درجات بلند کرے اور آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور عصری امتحانی بورڈز کا تقابل

جناب عظمت علی رحمانی

وفاق المدارس العربیہ پاکستان دینی مدارس کے سب سے بڑے نیٹ ورک کا امتحانی بورڈ ہے، اس کے علاوہ بھی تمام مکاتب فکر و مسالک کے ایک، دو یا تین امتحانی بورڈ ہیں۔ یہ علیحدہ بحث و تحقیق طلب موضوع ہے کہ وہ بورڈ اخلاص کی وجہ سے بنے یا افلاس کے ماروں کو زبردستی یا زیر دستی دیئے گئے ہیں؟!۔حال ہی میں وفاق المدارس کے امتحانات ہوئے ہیں، جہاں گلگت سے کراچی تک ایک ہی وقت میں ایک ہی پرچہ شروع ہوا، مگر ملک بھر میں سخت سردی کے باوجود پرچہ تاخیر کا شکار ہوا نہ ہی کوئی پیپر تاخیر کا شکار ہوا ہے۔ یہ سب شاید ٹیکنالوجی کے دور میں معمولی بات ہوئی، مگر اخلاص کی نعمت کا مقابلہ دنیا کی کوئی ٹیکنالوجی نہیں کرسکتی۔ یہ بات ثابت کرنے کے لیے مدارس کے ہی کسی فاضل کو تخصص میں مقالے کا موضوع دیا جاسکتا ہے کہ وہ کیمبرج کے پرچوں کی ترسیل و نظام امتحان اور وفاق المدارس کے امتحانی نظام پر باقاعدہ تقابلی جائزہ کے عنوان سے ریسرچ کرے۔اس سال کیمبرج انٹرنیشنل کے تحت منعقد ہونے والے ریاضی کے 7907 پرچے لیک ہوئے ہیں، یہ بات 15 مئی 2024 کو کیمبرج کی جانب سے پاکستانی میٹرک وانٹر کی اسناد کی تصدیق کرنے والے ادارے IBCC کو لکھے گئے خط میں تسلیم کی گئی ہے۔ جب ٹیکنالوجی کی معراج پہ پہنچنے کا دعوی کرنے والوں کا یہ عالم ہے کہ کیمبرج کا امتحانی نظام فیل ہے تو پاکستانی عصری امتحانی نظام پر تو باقاعدہ میمز ہی نہیں بلکہ سوشل میڈیا پر ویڈیوز اور ذرائع ابلاغ کی ڈاکیومنٹریز بھی شاہد ہیں کہ یہاں کا نظام امتحان مکمل فیل ہے۔سرکاری میٹرک وانٹر بورڈز میں نقل مافیا عام ہے، سینٹرز ہائی جیک ہوتے آئے ہیں۔ فیل کو پاس اور پاس کو فیل کرنے کا دھندہ عروج پر رہتا ہے۔ اینٹی کرپشن، سی ٹی ڈی اور دیگر تحقیقاتی ادارے انکوائریز میں یہ الزامات ثابت کرچکے ہیں، لہٰذا جہاں دعویٰ ہی شفافیت کا نہ ہو وہاں دلائل دینا وقت کا ضیاع ہے۔

اب آتے ہیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حالیہ امتحانی نظام کی طرف یہ نظام کیسے تسلی بخش ہے؟۔وفاق المدارس ایک ہی دن میں ملک بھر میں امتحان لیتا ہے اور ایک ہی پرچے کا امتحان ایک ہی وقت میں ہوتا ہے، پرچہ کہاں تیار ہوا، کہاں سے امتحانی مرکز کیسے پہنچا، یہ کسی کو معلوم نہیں، یہ سارا معاملہ خفیہ ہوتا ہے، مگر پرچوں کے تھیلے کا سیل سب کے سامنے 15 منٹ قبل کھل جاتا ہے، یہ وہ روایت ہے جس کا تسلسل چلا آرہا ہے۔فیڈرل کے امتحانات میں بھی پولیس کی مدد حاصل کرنا پڑتی ہے اور کراچی میں تو امتحانی مراکز کی سیکورٹی کیلئے رینجرز کو طلب کرنا پڑتا ہے۔

پوری دنیا میں کیمبرج ایک مثالی نظام امتحان ہے مگر گزشتہ برس کا پیپر بھی لیک ہوا ہے۔ جب کہ پاکستان میں وفاق المدارس کے بعد وفاقی سطح پر دوسرا بڑا امتحانی بورڈ فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکینڈری ایجوکیشن اسلام آباد ہے، جہاں پر نویں سے بارہویں تک لگ بھگ چار سے ساڑھے 4 لاکھ طلبا امتحان دیتے ہیں۔ باوجود اس کے فیڈرل بورڈ کے امتحاناتی نظام کافی حد تک آن لائن ہو چکا ہے تاہم اس کے باوجود بھی نقل مافیا نے ان کی ناک میں بھی دم کر رکھا ہے۔ یہی کچھ حال میٹرک و انٹر بورڈ کراچی کا بھی ہے جس میں نقل مافیا سے بچنے کیلئے باقاعدہ رینجرز کو طلب کرنا پڑتا ہے، جب کہ اس لعنت سے مکمل آزادی اگر کسی کو حاصل ہے تو وہ یکے از تنہا دینی مدارس کا نظام امتحانات ہے۔

وفاق المدارس میں امسال مجموعی طور پر چھ لاکھ پچیس ہزار چھ سو اٹھائیس (625628) طلباء وطالبات کی ریکارڈ تعداد امتحان میں شریک رہی، گزشتہ سال کی نسبت اکتیس ہزار اٹھہتر (31078) شرکائے امتحان کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک لاکھ آٹھ ہزار چار سو تین (108403) طلباء وطالبات نے حفظ قرآن کا امتحان دیا ہے، جس میں نواسی ہزار چار سو چھتیس (89436) طلباء اور اٹھارہ ہزار نو سو سڑسٹھ (18967) طالبات تھے، درجات کتب میں مجموعی طور پر آخری درجہ عالیہ (مساوی ایم اے) میں بیالیس ہزار چار سو انسٹھ (42459) طلباء وطالبات نے امتحان دیا، جس میں بارہ ہزار دو سو ستائیس (12227) طلباء اور تیس ہزار دو سو بتیس (30232) طالبات شامل تھیں۔ دو سالہ شارٹ ڈپلومہ کورس جو دراسات دینیہ کے نام سے ہے، اس میں مجموعی طور پر انتیس ہزار چھ سو بیاسی (29682) طلباء وطالبات شریک امتحان ہوئے۔ جبکہ تجوید للحفاظ والحافظات اور تجوید للعلماء والعالمات میں مجموعی طور پر پندرہ ہزار تین سو بیالیس (15342) علماء وطلباء بھی سالانہ امتحان میں شریک ہوئے۔

مجموعی طور پر تین ہزار پانچ سو انسٹھ (3559) امتحانی مراکز قائم کئے گئے تھے۔ گزشتہ سال کی نسبت شرکائے امتحان میں اضافہ کے تناسب سے تین سو باون (352) سینٹرز کا نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ ایک لاکھ تریسٹھ ہزار دو سو پچپن (163255) طلباء کیلئے نو سو پچیس (925) امتحانی مراکز قائم کیئے گئے، جبکہ تین لاکھ ترپّن ہزار نو سو پچاس (353950) طالبات کیلئے دو ہزار چھ چونتیس (2634) امتحانی مراکز اور تین ہزار پانچ سو انسٹھ (3559) امتحانی مراکز کیلئے بیس ہزار چھ سو اٹھاسی (20688) نگران عملہ کی تقرری عمل میں لائی گئی تھی۔ گزشتہ سال کی نسبت چار ہزار تین سو ننانوے (4399) امتحانی نگران عملہ کا بڑا اضافہ کیا گیا تھا۔ ان امتحانی مراکز میں طلباء کیلئے قائم نو سو پچیس (925) میں چھ ہزار پانچ سو تیس (6530) نگران عملہ متعین کیا گیا ہے جبکہ طالبات کے دو ہزار چھ سو چونتیس (2634) امتحانی مراکز میں چودہ ہزار ایک سو اٹھاون (14158) خواتین معلمات کی نگرانی پر تقرری کی گئی تھی۔ (باقی صفحہ نمبر ۶۲)

شرمناک امتحان اور مثالی امتحان

پروفیسر غلام دستگیر صابر

پہلا منظر: میں نے پہلی جماعت سے پی۔ایچ۔ڈی لیول تک امتحانات دیے ہیں مگر ایسے دلچسپ، ڈرامائی شرمناک اور عجیب مناظر زندگی میں پہلی مرتبہ میٹرک کے جاری امتحان میں دیکھنے کو ملے ہیں۔امتحانی سنٹر میں سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ سمیت کئی نگرانوں کے علاوہ کئی صوبائی سیکریٹریز، ڈپٹی کمشنرز، اسسٹنٹ کمشنرز، تحصیلدار، نائب تحصیلدار، پٹواری، اسسٹنٹ، سینیئر کلرک، جونیئر کلرک وغیرہ سب ''نقل'' کی روک تھام کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔مگر نقل بھی بڑی ''ڈھیٹ'' ہے۔ان سب کو چکمہ دے کر نہ صرف موجود ہے بلکہ بھرپور طریقے سے اس نظام پر خوب قہقہے لگا کر اسکا مذاق اڑا رہی ہے اور یہ شرمناک امتحانی نظام واقعی مذاق اڑانے کا قابل ہے۔ بچے اور بچیاں بھی عجیب خوف اور مخمصے کے شکار ہیں۔

تعلیمی پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ کوئٹہ کے علاوہ سارے بلوچستان میں ایک بھی ایسا ضلع نہیں جہاں سارے ٹیچرز مہیا ہوں۔ہمارے ضلع کے ایک ہائی اسکول میں پرائمری سے میٹرک تک صرف تین ٹیچرز ہیں۔سینکڑوں اسکولز میں ایس ایس ٹی ٹیچرز نہیں۔ بچے سائنس لیبارٹریز کو جانتے بھی نہیں،مگر نہ جانے اچانک ہمارے سقراطوں اور بقراطوں کو کیا سوجی کہ چلو بھائی نقل بند۔صوبے کی بیوروکریسی سے پٹواری تک کمانڈوز کی طرح امتحانی ہالوں میں گھس کر بچوں سے نقل اور موبائل چھینتے ہیں۔نتیجہ؟ نتیجہ یہ ہے کہ خود چیئرمین بورڈ، کنٹرولر اور کمشنر صاحب نے دو دن قبل کوئٹہ شہر کے تین امتحانی سنٹرز سے نہ صرف موبائل برآمد کیے بلکہ ایسے جعلی طلباء بھی پکڑے جو دوسروں کی جگہ بیٹھ کر امتحان دے رہے تھے۔جب حساس ترین شہر کوئٹہ کا یہ حال ہے تو باہر کے سینٹرز کا کیا حال ہوگا؟۔

وہاں جب ''صاحب لوگ'' چند منٹوں کے لئے ہال میں جاتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے۔کچھ جعلی امیدوار اور کچھ موبائلز پکڑتے ہیں مگر اگلے دن دوبارہ وہی تماشا ''صاحب'' جونہی ہال سے باہر نکل جاتا ہے تو ''بوٹی مافیا'' دوبارہ سرگرم ہوجاتا ہے۔تلخ حقیقت یہ ہے کہ نقل کا ''دھندا'' اب بھی عروج پر ہے۔اس دھندے میں ایک نہایت مضبوط مافیا متحرک ہے۔اس میں بورڈ آفس کے کچھ ملازمین، ٹیچرز یونینز کے کچھ عہدے داران، ہم جیسے ماسٹرز اور والدین سب شامل ہیں۔(حقیقی امتحان لینے والے اساتذہ کرام سے دلی معزرت) کوئی بھی نقل کے خاتمے کے لئے مخلص

نہیں کیونکہ ''نقل'' ایک نہایت خوبصورت ''طوائف'' ہے،ہم سب اس کے '' گاہک'' ہیں اور چپکے چپکے جا کر اس سے ''لطف'' حاصل کرتے ہیں۔اور اس کے ''کوٹھے'' سے باہر آ کر اسے برا بھلا کہتے ہیں۔

دوسرا منظر: کچھ دن پہلے میں اپنے ایک دوست قاری صہیب احمد کے ساتھ نوشکی کے سب سے قدیم اور معروف دینی ادارے جامعہ جمالیہ کلی جمالدینی گئے۔وہاں وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات جاری تھے۔وہاں میں نے جو مناظر دیکھے یقین جانیں مجھے شدید حیرت کے ساتھ نہایت شرمندگی بھی ہوئی۔اتنا بہترین اور مثالی امتحان؟ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔مسجد کی عمارت امتحانی ہال تھی۔تقریباً ایک سو پانچ طلباء ایک دوسرے سے چھ فٹ کے فاصلے پر مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھے نہایت خاموشی سے اپنے اپنے پیپرز حل کر رہے تھے۔امتحان کا مسئول (سپرنٹینڈنٹ) زمین پر بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا۔دو نائب مسئول (ڈپٹی سپرنٹینڈنٹس) ہال میں نہایت خاموشی سے گھوم رہے تھے۔نہ ہال کے باہر شر شور، نہ چیکنگ، نہ موبائل نہ ہی نقل دینے والوں کا جم غفیر، یہ کوئی عام امتحان بھی نہیں تھا۔ملکی سطح پر قائم ملک کے سب سے بڑے دینی بورڈ کے امتحانات تھے۔جو ملک بھر میں ایک ساتھ جاری تھے۔ملک میں ہزاروں مدارس کے ساڑھے چھ لاکھ سے زائد طلباء اور طالبات امتحان دے رہے تھے ان میں ایک لاکھ کا تعلق بلوچستان سے تھا۔اس میں شروع کے درجہ اولیٰ سے دورہ حدیث (ایم اے کے برابر ڈگری) کے تمام طلباء شامل تھے۔نقل کا تصور بھی نہیں۔طلباء ایک دوسرے سے سوال پوچھ ہی نہیں سکتے کیونکہ انکا ایسا بہترین نظام ہے کہ ایک طالب کسی اور کلاس کا ہے جبکہ دوسرے کا تعلق کسی اور کلاس سے۔بیک وقت ساتوں درجے کے طلباء ایک ساتھ امتحان دے رہے تھے۔سب کے امتحانی پیپر بھی الگ، کسی کا اسلامیات کا پیپر تھا تو کسی کا انگریزی کا ان حالات میں کوئی کیسے دوسرے سے سوال پوچھ سکتا ہے؟۔

وفاق المدارس اور ہمارے نقل خوردہ امتحان میں کتنا خرچہ آتا ہے؟ ہمارے سپرنٹینڈنٹ کو امتحان میں پچاس سے نوے ہزار تک مل جاتے ہیں مگر وفاق کے امتحان کے سپرنٹینڈنٹ کو صرف ساڑھے چھ ہزار، ہمارے ڈپٹی اور ایڈیشنل کو بھی پچاس ہزار سے زیادہ ملتے ہیں مگر وفاق المدارس کے ڈپٹی سپرنٹینڈنٹ کو ساڑے چار ہزار ملتے ہیں۔ہمارے سپرنٹینڈنٹ صاحبان کے امتحانی ٹیبلز پر دودھ پتی چائے، قسم قسم کے بسکٹ، کیک، خشک پھل، تازہ جوس منرل واٹر وغیرہ (یہ کون لاتا ہے یہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں) مگر وفاق کے سپرنٹینڈنٹ کو ایک کپ چائے بھی نہیں ملتی، ہمارا امتحانی عملہ دوپہر کو قسم قسم کے مزیدار کھانوں کی فرمائش کرتا اور ڈکار لیتا ہے اور رات کو عموماً کسی تگڑے اور سفارشی امیدوار کی کسی بہترین بیٹھک یا ہوٹل میں پرتکلف دعوت سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے، مگر وفاق کے سپرنٹینڈنٹ اور امتحانی عملہ کو مدرسے کے طلباء کے ساتھ مدرسے کے طلباء کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ان کے

ایک پورے امتحان کے نگرانوں کو تقریباً بیس ہزار روپے ملتے ہیں مگر ہمارے ایک امتحان کے نگرانوں، چوکیدار، خاکروب، چپڑاسی، اور واٹر مین (جو اکثر پانی پلانے کے بہانے نقل فراہم کرتا ہے) سب کو تقریباً ڈھائی لاکھ روپے ملتے ہیں۔ سنٹر انسپکٹر، بورڈ آفس کی چھاپہ مار ٹیم کے ٹی اے ڈی اے الگ ہیں (امتحانی عملے کے تحفے تحایف الگ ہیں) اب موجودہ میٹرک کے امتحانات میں صوبائی سیکریٹریز، ڈپٹی کمشنرز اور اعلیٰ و ادنیٰ سرکاری آفیسروں کے ٹی اے ڈی اے اور پرتکلف دعوتوں پر لاکھوں روپے خرچ ہوں گے۔ مگر کم بخت ''نقل'' کا خاتمہ ناممکن ہے۔ ویسے باہر کی دنیا کے لوگ اگر یہ سنیں کہ صوبائی سیکرٹری، ڈپٹی کمشنرز سے لیکر پٹواری تک سب کا کام ''نقل چھیننا'' ہے تو شاید یہ گنیز بک کے ورلڈ ریکارڈ میں شامل ہو جائے۔

مختصر یہ کہ ''نقل'' کا خاتمہ ناممکن ہے کیونکہ بورڈ آفس کی کچھ کالی بھیڑیں، ٹیچرز ایسوسی ایشنز کے کچھ عہدیداران، بوٹی مافیا، امتحانی عملہ، طلباء، والدین ہم سب اس حمام میں مکمل ''ننگے'' ہیں۔ ساری حکومتی مشینری، بیوروکریسی، کروڑوں کا خرچہ، امتحانی ہالز میں ''کمانڈو'' ایکشن، وغیرہ سب دکھاوے ہیں۔ کیونکہ ہم سب میں کوئی بھی نہ تعلیمی بہتری کے خواہشمند ہیں نہ نقل کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ کیونکہ نقل وہ خوبصورت طوایف ہے جس سے ہم سب دل لگی اور دل بہلانا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی ہم سب کی ''ناجائز'' خواہشات بھی پوری کر رہی ہے۔ نتیجہ یہ کہ ساری حکومتی مشینری مل کر بھی صرف میٹرک میں نقل کا خاتمہ نہیں کر سکتی۔ دوسری جانب کچھ مولوی سارے ملک میں چھ لاکھ سے زیادہ طلباء اور طالبات کا ایسا مثالی امتحان لے رہے ہیں جو قابل فخر اور قابل تحسین ہے ہمارا امتحانی نظام شرمناک اور اور انکا مثالی ہے۔ ہم جھوٹے اور منافق وہ سچے اور صادق ہیں!۔

علمِ نبوت اور نورِ نبوت

مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ مدارس کے طلبہ اس زمانہ میں عملی کوتاہیوں میں کیونکر گرفتار ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ وہ عالم تو ہو جاتے ہیں، مگر باعمل نہیں ہوتے؟ سید صاحب علیہ الرحمہ نے نہایت عمدہ جواب دیا۔

فرمایا: دین مجموعہ ہے، دو جزء کا: ایک علمِ نبوت اور دوسرے نورِ نبوت۔ چونکہ طلباء صرف علمِ نبوت تو حاصل کرتے ہیں اور اللہ والوں سے نورِ نبوت حاصل نہیں کرتے، اس لیے علم پر قوتِ عملیہ سے محروم رہتے ہیں۔

(حوالہ: ہفت روزہ ''خدام الدین'' / یکم مئی: ۱۹۶۴ء / انتخاب و پیشکش: طارق علی عباسی)

تفتیش الاوراق (جانچ پڑتال)

بمقام جامعہ امدادیہ کوئٹہ (بلوچستان)

مولانا عبدالرزاق زاہد

آج بروز منگل 12 شعبان المعظم 1446ھ بمطابق 11 فروری 2025ء بمقام جامعہ امدادیہ کوئٹہ، میں جوابی پرچہ جات کے جانچنے کا عمل شروع ہوا۔ اور اس سے قبل ممتحنین اعلیٰ حضرات (جن کی تعداد 16 تھی) کے ساتھ اجلاس ہوا۔ جس میں راقم الحروف اور رکن امتحانی کمیٹی وناظم تعلیمات دارالعلوم چمن مفتی سید عبدالرحیم الحسینی صاحب نے شرکت کی۔ اجلاس میں جملہ ممتحنین اعلیٰ حضرات ذمہ داری کے ساتھ شریک ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مولانا عبدالمنان صاحب رحمہ اللہ علیہ رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی اور وفاق المدارس کے لئے ان کی خدمات کو سراہا گیا۔

اس کے بعد راقم الحروف نے ممتحنین اعلیٰ حضرات کو ہدایت دی کہ ممتحنین کو آپ پابند کردیں کہ نمبرات دیتے ہوئے خوب احتیاط کریں اور افراط وتفریط سے گریز کریں اور قواعد وضوابط کی خوب خوب پابندی کریں۔ نمبرات لگاتے ہوئے کم اور کیف دونوں کا خیال رکھیں۔ جن ممتحنین اعلیٰ کے پاس ممتحنین کی کمی ہو تو آج 30:4 بجے تک ہمیں اطلاع دیں تاکہ کمی مضبوط ممتحنین کے ذریعے سے پوری کردی جائے اور جانچنے کا عمل تاخیر کا شکار نہ ہو۔ نیز اپنے معاونین کی بھی خوب نگرانی کریں تاکہ وہ بھی امانت ودیانت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ سستی کا مظاہرہ نہ کریں اور ممتحنین کو روزانہ کے اعتبار سے پرچوں کی مقررہ تعداد دینے سے تجاوز نہ کریں۔

ظہر کی نماز کے بعد جملہ ممتحنین حضرات سے مسجد میں راقم الحروف نے مذاکرہ کیا۔ اور ان کو بھی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ کہ پرچہ جات کی خوب احتیاط سے چھان بین ہو، افراط وتفریط اس میں نہ ہو، اندر اور باہر کے نمبرات میں مطابقت ہو۔ مجموعہ میں غلطی نہ ہو۔ عدل وانصاف سے کام لیا جائے۔ ساڑھے چار (30:4) بجے پھر ممتحنین اعلیٰ حضرات کو بلایا اور ان سے ان کے ممتحنین کے بارے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ مجموعی طور پر 45 ممتحنین کم تھے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے موصول شدہ فہرست سے مولانا نورالمتین صاحب اور مفتی سید عبدالرحیم الحسینی صاحب نے خوب چھان بین کے بعد اس کمی کو اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد مزید کمی پوری کرنے کے لئے شہر کوئٹہ سے مضبوط اور مستعد علماء کی خدمات لی گئیں۔ اس مطلوبہ تعداد

کو پورا کیا۔مولانا صلاح الدین ایوبی صاحب ناظم وفاق المدارس العربیہ صوبہ بلوچستان اور مولانا حسین احمد صاحب رکن مجلسِ عاملہ نے طوفانی دورہ کیا۔ جملہ ممتحنین سے ملاقات کی۔ان کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا اور تشریف لے گئے۔

طے پایا کہ روزانہ ساڑھے دس(10:30) بجے ممتحنین اعلیٰ حضرات کا اجلاس ہوگا۔ چنانچہ 13 شعبان المعظم 1446ھ کو وقت مقرہ پر اجلاس ہوا۔اور ممتحنین اعلیٰ حضرات کو تاکید کی گئی کہ وہ اپنے ممتحنین سے لاعلی التعیین پرچہ وصول کرے اور ان کے جانچے ہوئے پرچوں کو جانچے اور غلطی کی نشان دہی کرے۔ابھی سے اگر کنٹرول ہوتو آخر تک معیار اور رفتار مثالی رہے گی۔

اس کے بعد راقم الحروف نے معاونین ممتحنین اعلی کو بلایا اور ان کو بھی ان کی ذمہ داری یاد دلائیں۔ مذاکرہ کیا اور ان کو ہر وقت چاق و چوبند رہنے کی تلقین کی ،امانت ودیانت کے بارے میں ان کو متوجہ کرایا۔اور کہا کہ کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً متعلقہ ممتحن سے اس کا ازالہ کراؤ اور دستخط لو۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) کے حکم سے حضرت اقدس صدر وفاق دامت برکاتہم العالیہ کا صوتی پیغام سنایا گیا۔تمام ممتحنین اعلیٰ اور ممتحنین حضرات نے بغور سنا اور اس سے مستفید ہوئے۔

تفتیش اوراق کے دوران حضرت صدر صاحب اور ناظم اعلیٰ صاحب کے موجودگی میں دو مرتبہ امتحانی کمیٹی کا آن لائن اجلاس ہوا۔پہلی مرتبہ حضرت صدر الوفاق صاحب دامت برکاتہم جدہ میں اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہ مدینہ منورہ میں تھے۔اور جملہ مراکز مارکنگ کے ذمہ دار حضرات نے اپنے اپنے مرکز کی رپورٹ کا خلاصہ پیش کیا اور طے ہوا کہ دوسری مرتبہ اجلاس بروز منگل 18 فروری بمطابق 19 شعبان کو ساڑھے بارہ بجے ہوگا۔

دوسرے اجلاس میں حضرت صدر الوفاق صاحب دامت برکاتہم جامعہ دارالعلوم کراچی سے اور دیگر حضرات اپنے اپنے مراکز سے شریک ہوئے۔کام کی رفتار اور معیار کی رپورٹ دی گئی۔صوبہ بلوچستان کے مرکز نے اضافہ کیا کہ ھم نے پہلے دن ہی ممتحنین کی تعداد پوری کی۔اور جن کی نااہلی سامنے آئی مثلاً مجموعہ میں تنبیہ کے باوجود غلطی ،سستی اور کاھلی سے کام کرنا؛تو ان سے فوراً معذرت کر دیتے۔روزانہ ممتحنین اعلیٰ کو پابند کرتے کہ ممتحنین کے تفتیش شدہ پرچوں کی تفتیش کریں۔اور کسی کی رعایت نہ کریں۔جو رپورٹ ہو سامنے لائیں۔ممتحنین کو آزاد نہ چھوڑیں بلکہ ان کو مقررہ عدد کے مطابق پرچے دیں۔چنانچہ تمام ممتحنین اعلیٰ ان ہدایات پر سختی سے عمل کرتے رہے۔

درمیان میں مزید پرچہ جات کے پارسل مرکزی دفتر وفاق سے وصول ہوئے اور انہیں بھی متعلقہ ممتحنین اعلیٰ

کے حوالے کر دیا۔

ابتداء ہی سے یہ عزم کیا تھا کہ وقت مقررہ پر تفتیش کا عمل ختم کرینگے۔اصل چیز تو معیار تھی۔جن حضرات کی تفتیش اوراق معیار کے مطابق نہیں تھی ان کو ابتداء میں ہی جواب دے دیا تو بقیہ سب حضرات محتاط ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو اطمینان سے پرچے دیکھنے کی تلقین بھی کرتے رہے۔

ممتحنین اعلی کے کمروں میں اور ممتحنین کی نشست گاہ پر جا کر ان کے پرچہ جات جانچنے کا خوب اہتمام تھا۔رفتار اور معیار دونوں پر نظر تھی۔اور ممتحنین کے سامنے اس خدشے کا اظہار بھی کرتے تھے کہ جو ممتحن پرچہ کی صحیح جانچ نہیں کرے گا تو نظر ثانی میں فاش تفاوت کی بنیاد پر اس کے معذرت نامہ کو اس کے جامعہ کے مہتمم صاحب کے ایڈریس پر بھیجا جائے گا۔جس سے تمام حضرات چوکنے ہو گئے۔

ممتحنین اعلیٰ کو یہ ہدایت بھی دی گئیں کہ ہر ممتحن کے بارے میں رپورٹ لکھیں۔اور نتیجے کے بعد نظر ثانی کرنے کے لیے تین تجربہ کار ممتحنین کے نام دیں اور ان کو تیار بھی کریں کہ وفاق المدارس جب بلائے تو ان کو لبیک کہنا ہوگا اگر چہ رمضان المبارک کا مہینہ ہی کیوں نہ ہو۔

مارکنگ کے دوران جامعہ امدادیہ کوئٹہ کے منتظمین نے مثالی خدمت کر کے جملہ ممتحنین کو مدح سرائی پر مجبور کیا۔سیکورٹی کا نظم ونسق،علمائے کرام کے شایان شان ان کی ضیافت کا اہتمام کرنا،اوقات ممنوعہ میں تفتیش گاہ کو مقفل کرنا یہ جامعہ امدادیہ کی خصوصیات میں شامل ہے۔

منگل کے دن امتحانی کمیٹی کے دوسرے آن لائن اجلاس میں ہم نے یہ بتایا کہ انتہائی اچھے معیار اور رفتار کو برقرار رکھتے ہوئے ان شاءاللہ ہم جمعرات کی بجائے جمعہ 21 فروری کی شام کو فارغ ہوں گے۔

ہمارا اندازہ بالکل ٹھیک لگا،آج جمعہ کا دن ہے۔معاونین کام سے فارغ ہو گئے ہیں۔پرچہ جات کو تھیلوں میں ڈال کر ان کو سٹور میں جمع کر دیا۔ہر ایک کو اس کی خدمت کے مطابق حق الخدمت دیا گیا۔

ہر ممتحن اعلیٰ کو کوائف نامہ دیا گیا تا کہ وہ ہر ممتحن کے کوائف لکھ سکے۔نیز سوالیہ پرچہ جات کے بارے میں بھی حضرات ممتحنین کی رائے لینے میں بخل سے کام نہیں لیا گیا۔اس طرح کوئٹہ میں ہمارا 10 روزہ قیام انتہائی محنت اور مشقت کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

آخر میں یہ ناانصافی ہوگی کہ اگر جامعہ امدادیہ کوئٹہ کے مہتمم قاری نورالدین صاحب دامت برکاتہم ،مولانا حفیظ اللہ صاحب مسئول وفاق المدارس العربیہ ضلع کوئٹہ اور استاد جامعہ مولانا عبداللہ صاحب کی خدمات کو نہیں سراہیں گے۔اللہ تعالیٰ عظیم جزاءعطا فرمائے۔

وفاق المدارس العربیہ کے تحت سالانہ امتحانات کا انعقاد

احمد سراج نقشبندی

الحمدللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت سالانہ امتحانات کا عمل نہایت خوش اسلوبی اور عافیت کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔امتحانات کا انعقاد کرانا ایک بڑی ذمہ داری ہوتی ہے ،احتیاط اور رازداری کا خاص اہتمام کرنا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں ہزراوں علماء پر مشتمل نگران عملے کے علاوہ دفتر وفاق کے عملے پر بھی ایک بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ لاکھوں طلبہ کے نتائج کی تیاری اور انہیں کمپیوٹرائزڈ کرنا خاصا نازک اور دقت طلب کا کام ہوتا ہے؛لیکن الحمدللہ دفتر وفاق کا عملہ ان جانگسل مراحل سے سرخ رُو ہوکر نکلتے ہیں۔

امتحانات اور پرچوں کی جانچ پڑتال کے دنوں میں حضرت صدر وفاق مدظلہم اور حضرت ناظم اعلیٰ وفاق سمیت چاروں صوبائی نظماء،علاقائی مسئولین وفاق ہمہ جہت مصروف عمل ہوتے ہیں۔جاننے والے جانتے ہیں کہ ناظم اعلیٰ وفاق حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم بسااوقات ایک ہی وقت میں تین تین فون اٹینڈ کر رہے ہوتے ہیں۔یہ وفاق کے کام میں اکابر وفاق کی فکرمندی کی ادنیٰ جھلک ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو وفاق کا نظام اتحاد،تنظیم،ہمدردی،مستعدی اور تقویٰ پر اُستوار ہے۔امتحانات کے انعقاد سے قبل جامعہ حمادیہ شاہ فیصل ٹاؤن میں وفاق کے نگرانوں کا اجلاس تھا۔اس میں دارالعلوم کراچی کے ناظم تعلیمات مولانا راحت ہاشمی صاحب مدظلہم نے شیخ سحبان محمود صاحب رحمہ اللہ کا ایک قول ذکر کیا کہ وہ فرمایا کرتے :

’’اخلاص والے آپ کو بہت ملے گے لیکن صدق والے کم ہی ملے گے۔صدق کا مطلب ہر کام کو اس کے مکمل قواعد وضوابط اور آداب کے ساتھ کرنا۔اس کے بعد نگرانوں سے فرمایا: آپ کی امتحانی ہال میں آمد یقیناً اخلاص پر مبنی ہے لیکن اس کے ساتھ صدق کا پاس ضرور رکھنا۔طلبہ کے ساتھ بے جا سختی سے مکمل گریز کرنا اور ان کو خواہ مخواہ پریشرائز بالکل نہ کرنا۔ یہ آپ کے ہی بچے ہیں۔جس طرح مدرسے میں اپنے طلبہ کو سنبھالتے ہیں اور شفقت کا معاملہ کرتے ہیں اسی طرح امتحانی ہال میں بھی شفقت کا معاملہ کریں لیکن شفقت میں خیانت سے گریز کریں۔انہوں نے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا قول بھی نقل کیا کہ حضرت نے ایک موقع پر فرمایا: قواعد وضوابط میں ضرور سختی کریں لیکن لہجہ نرم رکھیں۔انہوں نے مزید فرمایا: نگران کے لئے اچھے انداز میں

سوال سمجھانا یہ طالب علم کا حق ہے۔سوال بہترین طور پر سمجھایا جائے تاکہ طالب علم مطلوب تک پہنچ جائے۔اگر نگران بھی سوال کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں تونگران اعلی کی طرف رجوع کریں۔اگرنگران اعلی کوبھی کوئی تردد ہے کہ توصوبائی زمہ داران سے رابطہ کر کے سوال کا حل نکالا جائے۔اس میں کسی قسم کی کوئی بھی شرم نہ کریں اس بارے میں شکایتیں موصول ہوتی ہیں کہ نگران سوال کو بہتر انداز میں سمجھا نہیں پاتے۔''

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب مدظلہم نے فرمایا: اگر طالب کا معاملہ کچھ مشکوک ہوجائے اور شک زیادہ گہرا نہ ہوتو معاملہ ایسا کریں کہ فائدہ طالب علم کو ہو۔

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وفاق المدارس کے نظماء اور مختلف شعبہ جات کے مسئولین کس طرح اپنے کارگزار ساتھیوں میں احساس ذمہ داری کی تربیت فرماتے ہیں؟!۔یہی وجہ ہے کہ جب امتحانات کا انعقاد ہوتا ہے تو اس کے نظم وضبط اور معیار کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہوجاتے ہیں۔

امتحانات کے دوران اعلیٰ سرکاری حکام کو امتحانی سینٹرز کا دورہ بھی کروایا جاتا ہے،تاکہ وہ بچشم خود اس مبارک ماحول کو دیکھیں،اور مدارس بارے کسی منفی پراپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔

وفاق وزیر تعلیم خالد مقبول صدیقی کے تاثرات:

چناں چہ اس سال وفاقی وزیر تعلیم خالد مقبول صدیقی نے وفاق المدارس کے تحت قائم شدہ تین امتحانی مراکز کا مفصل دورہ کیا اور امتحانی نظام پر گہرے اطمینان کا اظہار کیا۔وفاقی وزیر تعلیم کے ہمراہ وفاق المدارس کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی،مولانا عبدالقدوس محمدی،مفتی نوید انور وعظمت خان،ایم پی اے عامر صدیقی و دیگر بھی موجود تھے۔جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں وفاق المدارس العربیہ سندھ کے ناظم مولانا امداد اللہ یوسف زئی اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے نائب مہتمم مولانا سید احمد یوسف بنوری سمیت دیگر علماء نے خالد مقبول صدیقی اور انکے وفد کا استقبال کیا اور انہیں بنوری ٹاؤن میں قائم امتحانی مرکز کا دورہ کرایا۔خالد مقبول صدیقی کی جانب سے وفاق المدارس کے نظام تعلیم کی تعریف کی گئی اور اسے مثالی قرار دیا۔وفاقی وزیر خالد مقبول صدیقی نے وفاق المدارس کے امتحانی نظام کو بین الاقوامی معیار سے ہم آہنگ بھی قرار دیا۔بعدازاں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بھی وفاقی وزیر تعلیم خالد مقبول صدیقی نے وفاق المدارس کے امتحانی نظام کو مثالی قرار دیتے ہوئے تعریف کی۔انہوں نے کہا کہ وزارت تعلیم دینی مدارس کے اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے آئندہ کی حکمت عملی طے کرے گی۔انہوں نے دینی مدارس اور نیوٹیک کے اشتراک سے مدارس میں زیر تعلیم طلبہ کیلئے مختلف

کورسز کرانے کا بھی اعلان کیا۔

میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس مولانا طلحہ رحمانی نے بتایا کہ آج پہلا پرچہ تھا اور محترم وفاقی وزیر خالد مقبول صدیقی نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری کے امتحانی مرکز کے دورے سے قبل سخی حسن میں دارالعلوم فاروق اعظم اوراس کے بعد گلشن اقبال میں جامعہ بیت المکرم کا بھی تفصیلی دورہ کیا، اس دورہ میں ان کو وفاق المدارس کے نظام امتحان پر مکمل بریفنگ دی گئی جس کو انہوں نے خوب سراہا۔ بعد ازاں جامعہ بنوری ٹاؤن میں وفاق المدارس اور جامعہ کی انتظامیہ کے ساتھ نشست بھی ہوئی، جس میں ان کی آمد پر مولانا امداداللہ یوسف زئی، مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری، مولانا عبدالقدوس محمدی اور دیگر منتظمین کی جانب سے وفاقی وزیر اور ایم پی اے عامر صدیقی، ایم کیو ایم علماء ونگ کے جنرل سیکرٹری نوید انور کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مفصل وقت دیا اور امتحانی مراکز کا دورہ کر کے امتحانی نظام کا جائزہ لیا۔

وفاقی وزیر مذہبی امور چوہدری سالک حسین کا خراج تحسین:

وفاقی وزیر مذہبی امور چوہدری سالک حسین نے وفاق المدارس کے امتحانی مرکز جامعہ محمدیہ کا دورہ کیا، اس موقع پروزارت مذہبی امور کے فوکل پرسن مصطفیٰ ملک اور حکام بھی انکے ہمراہ تھے جامعہ محمدیہ پہنچنے پر مولانا ظہور احمد علوی، مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا عبدالغفار، مولانا مفتی اویس عزیز، مولانا مفتی عبدالسلام، ، مولانا تنویر احمد علوی نے انکا استقبال کیا۔ وفاقی وزیر نے وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات کا جائزہ لیا۔ بعد میں انہوں نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ: وفاق المدارس کا تعلیمی اور امتحانی نظام انٹرنیشنل معیار سے ہم آہنگ اور تعلیمی اداروں کے لیے رول ماڈل ہے، بلا شبہ اسلام کی ترویج واشاعت میں دینی مدارس ،مساجد اور علما کرام کا بنیادی اور کلیدی کردار رہا ہے، دینی مدارس کا وجود ہر دور میں مسلم ہے، جس طرح روزِ اوّل اس کی اہمیت تھی، آج بھی اتنی ہی اہمیت ہے۔ موجودہ دور میں صحیح اسلامی علوم ان ہی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں، مدارس وہ مراکز ہیں جس سے منسلک رہ کر مسلمان اپنے دین کی حفاظت اور عقائد کو درست کر سکتے ہیں میرے والد چوہدری شجاعت حسین کا مدارس اور علماء سے خصوصی لگاؤ اور تعلق ہے، انہوں نے ہمیشہ مدارس کے لیے آواز بلند کی مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا حنیف جالندھری، دیگر علماء کا معاشرے کی اصلاح کے لیے بہت اہم کردار ہے دینی مدارس جہاں اسلام کے قلعے، ہدایت کے سرچشمے، دین کی پناہ گاہیں اور اشاعت دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، مدارس دنیا کی سب سے بڑی این جی اوز بھی ہیں جو لاکھوں طلبہ وطالبات کو بلا معاوضہ تعلیم وتربیت کے زیور سے

آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں رہائش وخوراک اور مفت طبی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں مدارس معاشرہ میں بنیادی تعلیم اور خواندگی کے تناسب میں معقول اضافہ کا باعث بن رہے ہیں، مدارس اسلام کے خاندانی نظام اور کلچر وثقافت کی حفاظت کر رہے ہیں اور غیر اسلامی ثقافت وکلچر کی یلغار کے مقابلے میں مسلمانوں کے لیے مضبوط حصار کی حیثیت رکھتے ہیں، مدارس میں طالبات کی تعداد طلبہ سے زیادہ ہے اور مدارس کے ذریعے ایسے ایسے علاقوں میں بھی لڑکیوں کو تعلیم دی جا رہی ہے جہاں لڑکیاں کئی وجوہات کی بنا پر تعلیم سے محروم تھیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس کے اندر ہی ایسے کورسز کا اہتمام کیا جائے کہ دینی مدارس کے طلباء دین کے ساتھ ساتھ مختلف پیشوں کی تربیت بھی حاصل کر سکیں، مدارس میں جدید تعلیم کی فراہمی کے لیے حکومت ہر ممکن تعاون کے لیے تیار ہے، میری وزارت کے دروازے علماء کرام کے لیے ہر وقت کھلے ہیں۔

گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی کا دورہ:

06 فروری 2025 کو گورنر خیبر پختونخوا، فیصل کریم کنڈی نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات کے موقع پر جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ، مسجد درویش، پشاور صدر کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے امتحانی مراکز میں قائم نظم وضبط اور شفافیت کا مشاہدہ کیا اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات واقعی ایک بہترین اور منظم امتحانی نظام کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہاں مثالی نظم وضبط ہے امتحانات مکمل نظم وضبط اور نقل سے پاک ماحول میں منعقد ہو رہے ہیں، جو دیگر تعلیمی اداروں کے لیے ایک قابل تقلید مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس ملک میں شرح خواندگی بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور ان کے فارغ التحصیل طلبہ معاشرے میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے امتحانی نظام کی شفافیت کو سراہتے ہوئے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا امتحانی نظام قابل تحسین اور مثالی ہے۔ اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صوبائی ناظم مولانا حسین احمد نے بھی میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس امن وسلامتی کے مراکز ہیں۔ ملک میں شرح خواندگی بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ امسال امتحان میں چھ لاکھ پچیس ہزار چھ سو اٹھائیس (625628) طلباء وطالبات امتحان میں شریک تھے۔ گزشتہ سال کی نسبت اکتیس ہزار اٹھتر (31078) طلبہ وطالبات کا اضافہ ہوا۔ ایک لاکھ آٹھ ہزار چار سو تین (108403) طلباء وطالبات نے حفظ قرآن کا امتحان میں حصہ لیا۔ دینی مدارس کے طلبہ وطالبات صلاحیتوں میں کسی سے پیچھے نہیں۔

ڈپٹی کمشنر پشاور جناب سرمد سلیم اکرم کے تاثرات:

اسی طرح ڈپٹی کمشنر پشاور جناب سرمد سلیم اکرم نے پانچ فروری کو دینی مدارس کے سب سے بڑے تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات کے موقع پر جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ، مسجد درویش، پشاور صدر کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے امتحانی مراکز میں قائم نظم وضبط اور شفافیت کا مشاہدہ کیا اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:" میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار ایسا امتحانی ماحول دیکھا ہے جہاں نہ نقل ہو رہی ہے اور نہ ہی بات چیت۔ یہاں مثالی نظم وضبط قائم ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات واقعی ایک بہترین اور منظم امتحانی نظام کی عکاسی کرتے ہیں۔" ڈپٹی کمشنر پشاور نے نگران عملے کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ امتحانات مکمل نظم وضبط اور نقل سے پاک ماحول میں منعقد ہو رہے ہیں، جو دیگر تعلیمی اداروں کے لیے ایک قابل تقلید مثال ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دینی مدارس ملک میں شرح خواندگی بڑھانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں اور ان کے فارغ التحصیل طلبہ معاشرے میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے امتحانی نظام کی شفافیت کو سراہتے ہوئے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا امتحانی نظام قابل تحسین اور مثالی ہے۔

معاملے کا خوش اسلوبی سے حل:

وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام ضلع باجوڑ میں 44 امتحانی مراکز میں تقریباً 4554 چار ہزار پانچ سو چون طلباء وطالبات امتحان دینے میں مصروف عمل تھے۔ ایک امتحانی مرکز نمبر 3874 مدرسہ ریاض الاسلام جو کہ باجوڑ کے بارڈر ایریا پر واقع ہے۔ اس مدرسہ میں پاک آرمی کے نوجوانوں نے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا، جن کے کمانڈ کرنے والوں کا کہنا تھا کہ چونکہ یہ ایریا بارڈر پر واقع ہے اور یہاں پر حالات ٹھیک نہیں ہیں، لہٰذا ہم یہاں قیام کریں گے۔ یہاں چونکہ امتحانی مرکز تھا اور یہاں کے باشندہ گان نے ان کے ساتھ بات کی اور مرکزِ امتحان کے ذمہ داران نے مقامی مسئول وفاق سے رابطہ کیا اور صورتحال سے آگاہ کیا، انہوں نے صوبائی ناظم وفاق المدارس العربیہ مولانا حسین احمد صاحب سے رابطہ کیا ان کے ساتھ رابطے اور ان کی ہدایات کے مطابق حالات کا جائزہ لیا گیا اور پھر مسئول وفاق صبح سویرے وہاں پہنچے۔ جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ یہ علاقہ دور افتادہ ہے اور یہاں کی طالبات دُور جانے سے قاصر ہیں لہٰذا وہاں کے ذمہ داران سے بات ہوئی کہ مرکز کو خالی کر کے کسی دوسرے مقام پر رہائش اختیار کریں، انہوں نے مطالبہ مان کیا اور مرکز امتحان کو خالی کیا جس کے بعد وقت مقرر پر حسب معمول تیسرا

پرچہ پُرسکون ماحول میں شروع ہوا۔

مین شہر باجوڑ سے کئی کلومیٹر دور یہ امتحانی مرکز پاک افغان بارڈر پر واقع ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے نظم کی لاج رکھتے ہوئے اس مرکز میں روزانہ سوالیہ پرچے بروقت پہنچتے رہے۔اس کے بعد دیگر مراکز امتحانات جس میں امتحانی مرکز مدرسہ انوارالقرآن درہ، امتحانی مرکز جامعہ عبداللہ بن مسعود، مانوسلازرو، امتحانی مرکز جامعہ حفصہ سورڈاگے، امتحانی مرکز دارالعلوم باجوڑشریف آباد، امتحانی مرکز جامعہ عائشہ صدیقہ نزدڈگری کالج خار کے دورے کی ،جہاں پر امتحانی عملہ مستعد پایا گیا۔

وفاق المدارس کی طرف سے تربیتی نشستوں کا اہتمام اور اُن کی اہمیت:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی جانب سے وقتاً فوقتاً ملک کے طول وعرض میں اساتذہ مدارس کے لیے تدریسی اور انتظامی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے تربیتی نشستوں کے اہتمام کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ان نشستوں میں صوبائی ناظم وفاق سمیت جید علماء اور کہنہ مشق اساتذہ کرام شرکت کرتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیراہتمام ''تدریبُ الممتحنین'' برائے نگران عملہ (بنین وبنات) کا بھی انعقاد کیا گیا۔ان تربیتی نشستوں کے ثمرات سالانہ امتحانات کے دوران سامنے آتے ہیں۔

چوں کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مدارس دینیہ کا سب سے بڑا اور وسیع پلیٹ فارم ہے جو تعلیمی سال کے آخر میں پورے ملک بشمول آزاد کشمیر، امتحانات منعقد کرواتا ہے۔اس لیے وفاق المدارس العربیہ اپنے امتحانی نظام کو مؤثر، منظم اور مربوط بنانے کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھتا ہے۔جس کا مقصد نہ صرف تعلیمی معیار کو بلند کرنا ہے، بلکہ امتحانات کے انعقاد میں بھی شفافیت، دیانت داری اور صداقت کو فروغ دینا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے وفاق المدارس نے اپنے نظام امتحانات کو مزید مربوط ومنظم کرنے کی ضرورت محسوس کی، تاکہ اس کے عمل کو مزید بہتر بنایا جاسکے اور امتحانی عملہ ہر سطح پر اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھا سکے۔اس سلسلے میں، امتحانی عملے کی رہنمائی اور تربیت کے لیے مختلف تدریبی پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہونے والے ان تدریبی پروگرامز کا مقصد امتحانی عملے کے کام کے معیار کو بلند کرنا، انہیں امتحانات کے حوالے سے درپیش چیلنجز سے آگاہ کرنا، اوران کی صلاحیتوں کو مزید نکھارنا ہے۔ یہ پروگرامز نہ صرف امتحانات کے طریقہ کار کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ شرکاء کو اخلاقی اور دینی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی آگاہ کرتے ہیں تاکہ وہ امتحانی عمل میں مکمل طور پر سچائی، دیانت اور امانت کے اصولوں پر عمل پیرا ہوسکیں۔اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر، مورخہ 29 فروری 2025 کو

جامعہ سراج الاسلام کاہی ہنگو میں ایک اہم تدریبی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کا مقصد خاص طور پر ہنگو میں امتحانی عملہ کی تربیت اور رہنمائی کرنا تھا تاکہ وہ اپنے کام کو زیادہ بہتر انداز میں انجام دے سکیں۔ اس تدریبی سیشن کے مہمان خصوصی استاد الحدیث حضرت مولانا حسین احمد (صوبائی ناظم، وفاق المدارس العربیہ خیبر پختونخوا) تھے۔ حضرت مولانا حسین احمد نے اس موقع پر اجتماع کے حاضرین سے ایک مؤثر اور دلنشین خطاب کیا، جس میں انہوں نے امتحانات کے اہم عوامل اور ان کی اہمیت پر تفصیلی گفتگو کی۔ حضرت مولانا نے اس بات پر زور دیا کہ امتحانات صرف ایک تعلیمی عمل نہیں بلکہ ایک اہم دینی و اخلاقی عمل بھی ہیں، جس میں دیانتداری، امانت داری اور سچائی کو اپنانا نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے شرکاء کو یہ باور کرایا کہ امتحانات میں صرف علم کی جانچ نہیں کی جاتی، بلکہ اس میں اخلاقی رویوں اور کردار کی بھی آزمائش ہوتی ہے۔ اس لیے امتحانی عملہ کا کردار نہایت حساس اور اہم ہے، کیونکہ وہ اس عمل کو شفاف اور منصفانہ بنانے کے لیے براہ راست ذمہ دار ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ امتحانی عملے کو اپنے کردار میں سچائی، ایمانداری اور وفاداری کو مقدم رکھنا چاہیے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایک معلم یا امتحانی عملے کا فرد جب اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ادارے کا نام روشن کرتا ہے بلکہ اپنے طلبہ کو بھی ایک بہتر تعلیمی ماحول فراہم کرتا ہے۔

اس پروگرام میں اخونزادہ مفتی عبیداللہ (علاقائی معاون ناظم وفاق المدارس، برائے کوہاٹ ڈویژن) نے بھی خطاب کیا۔ ان کی گفتگو کا محوری نکتہ اور بنیادی موضوع قواعد وضوابط اور ان کی پاسداری کی اہمیت تھی۔ مفتی عبیداللہ نے شرکاء کو امتحانی عمل کے تمام اصول وضوابط کی اہمیت سے آگاہ کیا اور انہیں اس بات کی ترغیب دی کہ وہ کسی بھی صورتحال میں ان ضوابط کی خلاف ورزی نہ کریں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قواعد وضوابط کی پاسداری نہ صرف امتحانات کے معیار کو بہتر بناتی ہے بلکہ اس سے نظام میں شفافیت اور انصاف کا قیام بھی ممکن ہوتا ہے۔ اس تدریبی پروگرام میں ایک اور اہم شخصیت، مولانا محمد زاہد مدظلہ نے شعبہ بنات کے امتحانی عملہ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ امتحانی عملے کو امتحانات کے مکمل طریقہ کار، اصول وضوابط اور امتحانی ذمہ داریوں سے مکمل آگاہی حاصل ہونی چاہیے۔ مولانا محمد زاہد نے امتحانات کی تیاری، ان کے انعقاد اور نتائج کے اعلان کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ ہر مرحلے پر احتیاط اور دیانت داری ضروری ہے۔ انہوں نے شرکاء کو تاکید کی کہ وہ اصول وضوابط پر عمل کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو ایمانداری سے نبھائیں اور اس عمل میں کسی بھی قسم کی بدعنوانی سے بچیں۔ مولانا نے کہا کہ امتحانات میں کسی بھی قسم کی غلطی یا بے ایمانی نہ صرف ایک فرد کی بدنامی کا باعث بنتی ہے بلکہ پورے نظام کی ساکھ کو متاثر کرتی ہے۔ مفتی محمد یونس قاسمی نے بھی اس پروگرام میں شرکاء سے

خطاب کیا۔ان کی گفتگو نے تدریبی مقاصد کومزید واضح کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔مفتی صاحب نے امتحانی عملے کی دینی واخلاقی ذمہ داریوں کواُجاگر کیا اوران کی اہمیت کومزید بڑھا دیا۔ان کا کہنا تھا کہ امتحانات میں انصاف کا قیام اورشفافیت اس بات کی ضامن ہیں کہ تعلیم کا عمل صرف علم کے انتقال تک محدود نہ ہو، بلکہ اس میں اخلاقی اقدار اور اسلامی تعلیمات بھی شامل ہوں۔مجموعی طور پر یہ تدریبی پروگرام ہنگو کے علاقے میں ایک سنگ میل ثابت ہوا،جس میں شریک ہونے والے تمام افراد کوامتحانی عمل کے حوالے سے بھرپور آگاہی حاصل ہوئی۔اس تربیتی سیشن کے ذریعے شرکاء نے نہ صرف امتحانات کے نظام کو بہتر طور پر سمجھا بلکہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی ایک نیا شعور حاصل ہوا۔ان تدریبی پروگرامز کا مقصد یہ ہے کہ امتحانی عملہ اپنے کام کو بہتر طریقے سے انجام دے اوراس کے نتیجے میں پورے نظام کی کارکردگی میں بہتری آئے۔(راقم الحروف:اخونزادہ مستعان اللہ)

لاکھوں امتحانی پرچوں کی جانچ اورنتائج کی تیاری

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیراہتمام سالانہ امتحانات کے بعد لاکھوں پرچوں کی جانچ پڑتال کا بیک وقت چاروں صوبوں میں آغاز ہوا۔چاروں صوبوں میں مجموعی طور پر تین ہزار چھ سو سے زائد ممتحنین جانچ پڑتال کے عمل میں شریک ہیں۔روایتی اورمثالی شفافیت کو برقرار رکھا جائے،بروقت نتائج کی تیاری کے اجراء کوان شاءاللہ یقینی بنایا جائے گا۔

وفاق المدارس العربیہ کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق مدارس دینیہ کے سب سے بڑے تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات کے نتائج کی تیاریوں کے مراحل کا آغاز ہو چکا ہے۔اس اہم مرحلہ میں لاکھوں شرکائے امتحان کے پرچوں کی جانچ پڑتال کا عمل چار صوبوں میں یکساں طرز پر ہو رہا ہے،جس کیلئے ملک بھر سے تین ہزار چھ سو(3600) سے زائد تجربہ کار مدرسین ومعاونین کا انتخاب کیا گیا۔جانچ پڑتال کے آغاز پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے جامعہ دارالعلوم کراچی میں کلیدی خطاب کیا جو دیگر تین صوبوں میں بھی آن لائن نشر کیا گیا،اپنے خطاب میں انہوں نے علماء ومدرسین کے انتخاب پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ یہ بڑی ذمہ داری ہے،اس ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ دیانت وامانت اور شفافیت کی مثالی روایت کو برقرار رکھیں اور لاکھوں طلباء وطالبات نے جس محنت وتندہی سے پرچے دیئے ہیں ان کی محنت کے ثمرات نتائج کی صورت میں اب آپ کے ہاتھ میں ہیں،انہوں نے کہا کہ اب طے شدہ ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ حضرات کا بھی امتحان ہے،معیار کے ساتھ اعتدال مزاجی ترجیح ہونی چاہیے۔ہمارے بڑوں نے

اخلاص وللّٰہیت سے اس مثالی کام کا آغاز کیا تھا آج وہ کام الحمدللہ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔رجوع الی اللہ کا اہتمام بھی کریں اور رب تعالی کا شکر بھی ادا کریں کہ اس عظیم دینی خدمت اور منصب کیلئے آپ کی تقرری کی گئی۔اتنے عالیشان نظام کے معیار پر پورا اترنا بھی آپ ممتحنین کے پیش نظر ہونا چاہیے،کسی کی حق تلفی سے بچنا بھی ضروری ہے،انہوں نے مزید کہا کہ دیگر تعلیمی اداروں اور وفاق المدارس میں امتیازی فرق دیانت وشفافیت کا ہے،ہمارے مثالی نظام امتحان کی مانند مثالی نتائج کی تیاری کا عمل مکمل کر کے اپنی حسین روایت کو برقرار رکھنا بھی چیلنج ہے۔

انہوں نے امتحانات کے کامیاب انعقاد پر اراکین امتحانی کمیٹی،صوبائی نظماء،مرکزی ناظم دفتر اور ان کی پوری ٹیم سمیت تمام مسؤلین و منتظمین کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ وفاق المدارس کے ہمارے ذمہ داران نے جس اخلاص اور بےلوث ہو کر دین کی خدمت کے جذبہ سے اپنی خدمات انجام دیں ہیں وہ لائق صد تحسین ہے اور اس کی نظیر دیگر اداروں میں ملنا مشکل ہے،اور یہ یقیناً اراکین وفاق المدارس کا مثالی وقابل تقلید عمل ہے۔

اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر مولانا سید سلیمان بنوری،ناظم سندھ مولانا امداداللہ یوسف زئی،رکن امتحانی کمیٹی مولانا راحت علی ہاشمی،مفتی محمد زکریا سمیت چوبیس (24) ممتحن اعلی اور چھ سو سے زائد ممتحنین علماء شریک تھے۔اس موقع پر ناظم اعلی وفاق المدارس مولانا محمد حنیف جالندھری نے بیرون ملک سے اپنے آن لائن خطاب میں کہا کہ ہمارے بڑوں نے برسوں قبل جو مثالی قواعد مرتب کئے ہیں اسی کے تحت نتائج کی تیاری کے اس اہم مرحلہ کو انجام دیا جا رہا ہے،ان تمام ضوابط پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے،گذشتہ سال کی نسبت اس سال شرکائے امتحان کی تعداد میں تقریباً اکتالیس ہزار کا اضافہ ہوا،اس لئے تقریباً ساڑھے پانچ سو سے زائد اضافی ممتحنین کی تقرری عمل میں لائی گئی اور بہتر انتظامات کے پیش نظر چار صوبوں میں جانچ پڑتال کا عمل شروع ہو چکا ہے،جس کی نگرانی ہمارے اراکین امتحانی کمیٹی کے معزز اراکین اور مرکزی دفتر کا فعال عملہ کر رہا ہے،اس موقع پر انہوں نے ان دینی مراکز وجامعات کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اہل اور باصلاحیت افراد کے انتخاب میں وفاق المدارس سے تعاون کیا۔میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس العربیہ مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق ملک کے چاروں صوبوں میں جانچ پڑتال کا عمل جاری ہے۔صوبہ پنجاب میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں ناظم اعلی مولانا محمد حنیف جالندھری کی زیر سرپرستی میں انتیس (29) ممتحنین اعلیٰ،معاونین کے علاوہ آٹھ سو ستر (870) ممتحنین شریک ہیں۔جبکہ معاون خصوصی اور خدام سمیت مجموعی تعداد بارہ سو سترہ (1217) افراد پر مشتمل ہے۔

صوبہ پنجاب میں جانچ پڑتال کی نگرانی مرکزی ناظم دفتر مولانا عبدالمجید،اراکین امتحانی کمیٹی مولانا شمشاد احمد، مولانا حامد حسن کر رہے ہیں۔صوبہ خیبر پختونخوا میں مرکزی سینئر نائب صدر مولانا انوار الحق کی سرپرستی اور صوبائی ناظم

مولانا حسین احمد کی زیرنگرانی میں جامعہ اسلامیہ امدادالعلوم درویش مسجد جانچ پڑتال کا عمل جاری ہے جبکہ مفتی شوکت علی حقانی، مولانا سید عبدالبصیر شاہ، مولانا سراج الحسن، مولانا داؤد فقیر اور معاون مرکزی ناظم دفتر عبدالمتین و اسلام شاہ بھی موجود ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں اکیس (21) ممتحن اعلی، چھ سو چھیالیس (646) معاون خصوصی و معاونین اور خدام کی مجموعی تعداد نو سو چار (904) ہے۔

صوبہ سندھ میں صدر وفاق مولانا مفتی محمد تقی عثمانی و نائب صدر مولانا سید سلیمان بنوری کی سرپرستی اور ناظم سندھ مولانا امداد اللہ یوسف زئی کی نگرانی میں جامعہ دارالعلوم کراچی میں چوبیس (24) ممتحن اعلی، چھ سو چالیس (640) ممتحنین سمیت معاون خصوصی و معاونین اور خدام کی مجموعی تعداد آٹھ سو اٹھانوے (898) ہے۔ جبکہ اراکین امتحانی کمیٹی مولانا راحت علی ہاشمی، مفتی انس عادل اور مفتی محمد زکریا سمیت ملتان دفتر ملتان کا عملہ بھی مصروف عمل ہے۔

صوبہ بلوچستان میں جامعہ امدادیہ سریاب روڈ کوئٹہ میں مولانا عبدالرزاق زاہد کی نگرانی میں مولانا نور المتین، مولانا عبدالرحیم حسنی، رکن عاملہ مولانا حسین احمد، مفتی حفیظ اللہ سمیت چودہ (14) ممتحن اعلی، چار سو بائیس (422) ممتحنین سمیت معاون خصوصی و معاونین اور خدام کے مجموعی طور پر پانچ سو نوے (590) افراد مصروف عمل ہیں۔ مولانا طلحہ رحمانی نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا چاروں صوبوں میں مجموعی پر چھ ہزار چھ سو نو (3609) افراد مسلسل بارہ روز تک جانچ پڑتال کے مرحلہ میں شریک رہیں گے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ نتائج کی تیاری کے اس مرحلہ کے ساتھ نمبرات کے اندراج کا کام بھی مکمل ہوگا اس کے بعد دیگر دو مراحل کے بعد ان شاء اللہ حتمی نتائج مرتب ہونگے۔ جبکہ اس دوران شعبہ تحفیظ کے ایک لاکھ بارہ ہزار سے زائد طلباء و طالبات کے نتائج کے اندراج کا مرحلہ بھی مرکزی دفتر وفاق المدارس ملتان میں جاری ہے۔ شعبہ تحفیظ سمیت تمام درجات کے نتائج کا حتمی اعلان ان شاء اللہ ایک ساتھ کیا جائے گا۔ (صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی)

(بقیہ: از جناب عظمت علی رحمانی) اتنے قلیل امتحانی عملے کے باوجود کسی بھی جگہ سے ملک بھر میں پیپر لیک ہونے، امتحانی ہال میں لڑائی ہونے یا کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کی کوئی شکایت سامنے نہیں آئی ہے، یہ دنیا بھر کی واحد مثال ہے۔ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان دینی مدارس کی وہ واحد اساس ہے جس نے دینی مدارس کی قوت کو منتشر ہونے سے بچا رکھا ہے، جسے اپنوں کی بے وقوفی اور غیروں کے مکروہ عزائم نے توڑنے کی بھرپور کوشش کی اور مانگے تانگے کے اعداد و شمار سے اپنے شرمندگی کو مٹانے کی ہنوز کوشش جاری ہے۔

اشتہار